اردو رسم خط اور طباعت

تصنیف

پروفیسر ہارون خاں شروانی

—— :•: ——

ناشر

مہتمم مطبوعات، سعود منزل، حمایت نگر

حیدرآباد دکن

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No. 067436
★ MAILSI ★

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

Masood Faisal Jhandir Library

اردو رسم خط اور طباعت

تصنیف

پروفیسر ہارون خاں شروانی

———:•:———

ناشر

مہتمم مطبوعات، سعود منزلِ، حمایت نگر

حیدرآباد دکن

۵۰

۱.۲۵

مطبوعه

اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی ، کاچی گوڑہ ، حیدرآباد دکن

سنہ ۱۹۵۷ ع

پیش لفظ

اردو رسم خط کے موضوع پر راقم کے دو مضمون انجمن ترقی اردو (ہند) کے رسالہ ، اردو ادب ، مین چھپ چکے ھین - پہلا مضمون " رومن رسم خطاور اردو زبان " جنوری ۱۹۵۱ ع کے شمارے میں اور دوسرا " اردو رسم خط اور طباعت " ۱۹۵۶ ع کے شمارے مین طبع ھوا ، اس کتاب مین ان کی ترتیب بدل دی گئی ھے ؛ ساتھہ ھی موضوع کی اھمیت اور وقت کے تقاضے کی خاطر ان پر مکمل نظر ثانی کرلی گئی ھے اور بعض حصون کو بالکل نئے قائب میں ڈھال دیا گیا ھے - امید ھے کے اردو پریموں مین یہ کتاب مقبول ھوگی - رومن لپی پر پہلے باب میں مجمل اور دوسرے میں مفصل طور پر غور کیا گیا ھے، اس لئے ممکن ھے کہ ناظرین کرام کو بعض مکررات سے دو چار ھونا پڑے ؛ اس کے لئے معافی کا خواستگار ھوں -

مین پروفیسر آل احمد سرور سکریٹری انجمن ترقی اردو (ھند) کا ممنون ھون کہ انھون نے ان دونوں مضمونون کو کتاب کی شکل میں لے آنے کی اجازت دی - میں اپنے عزیز دوست ڈاکٹر محمد یوسف الدین صاحب کا بھی شکر گزار ھوں کہ انھوں نے پروف کی تصحیح مین مدد دی، بلکہ اگر ان کا کرم شامل حال نہ ھوتا تو شاید یہ کتاب شائع نہ ھوسکتی •

ھ • خ • ش
حیدرآباد دکن
یکم اکتوبر سنہ ۱۹۵۷ ع

فہرست مضامین

باب ۔ ۱

اردو رسم خط اور طباعت

---:o:---

تمہید

یہ مسئلہ مدت سے زیر بحث رہا ہے کہ مروجہ اردو رسم خط مین کسی قسم کی ترمیم یا تبدیلی کی ضرورت ہے یا نہین، اور ہے تو اس کی نوعیت کیا ہو نی چاہئے، چونکہ زمانہ دراز سے حیدرآباد اردو زبان کا گہوارہ بنارہا ہے اور آج بھی حیدرآباد شہر میں اردو مادری زبان والون کی تعداد دوسری کسی زبان والون سے زیادہ ہے اس لئے یہ قدرتی بات ہے کہ یہان اس مسئلے پر کافی توجہ کی گئی ہو، اورحال مین کئی مرتبہ اردو ادیبون، اخبار والون اور دوسرے دانشورون کے درمیان تبادلہ خیالات رہا ہو۔ مئی سنہ ۱۹۵۶ع مین حیدرآباد مین جو کل ہند اردو کانفرنس ہوئی اس مین بھی اردو کے بعض عالمون نے اس مسئلے پر مختلف پہلوون سے روشنی ڈالی؛ لیکن ظاہر ہے کہ اس کی نوعیت ایسی نہ تھی کہ کانفرس کسی نتیجے پر پہنچتی یا کوئی رزولیوشن پاس کرتی۔ جو لوگ کانفرنس کے اس اجلاس مین موجود تھے جس مین اردو رسم خط کے مسئلے پر بحث ہوئی ان مین سے ہر ایک کو اس بات کا احساس تھا کہ اردو جس نازك دور میں ہو کر گزر رہی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ جو ادور

بھی اس کی ترقی مین مانع ہون ان کا انسداد کیا جائے اور ان تدبیرون پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے جو ہمین اپنی زبان کو ترقی کی منزل تک لے جانے مین ممد ثابت ہون۔

سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاھئے کہ اردو رسم خط میں تبدیلی کے محرکات کیا ھین۔ ایک طرف شمال سے یہ آواز آتی ھے کہ اردو کو فورا دیوناگری لپی اختیار کرلینی چاھئے، تو دوسری جانب آج سے نہین بلکہ ایک صدی سے زیادہ سے یہ تحریک چل رھی ھے کہ اردو کو رومن حروف میں لکھا جائے۔ تیسرا گروہ ان اردو پریمیون کا ھے جو اس صورت حال سے نالان ھین کہ ھمارے بہترین اخبار، اور بہترین رسالے، کتابین دیدہ زیبی اور ظاھری حسن کے اعتبار سے بیرون ملک کی مطبوعات کا تو کیا، خود اس ملک کی دوسری زبانون کی مطبوعات کا مقابلہ نہین کرسکتین، اور وہ سوچنے لگے ھین کہ اس تنازع للبقا کے دور مین ھماری زبان، جس کے متعلق ھمارا دعوی ھے کہ دیس کی باقی سب زبانون سے زیادہ بولی سمجھی جاتی ھے، کیسے اور کتنے دن پنپ سکتی ھے۔ آپ کسی ریلوے بکسٹال پر چلے جائیے، وھان تلنگی یا ملایالم یاھندی کی کوئی کتاب یا اخبار اٹھا لیجئے اور اس کا مقابلہ اپنے بہترین مطبوعے سے کیجئے تو آپ سوچنے لگین گے کہ وہ زبان جس کا یہ مطبوعہ ھے مسابقت کے اس دور مین کس طرح زندہ رہ سکتی ھے! یہان چالیس پینتالیس برس پہلے کا ایک قصہ یاد آگیا۔ سید راس مسعود جو بعد مین چل کر حیدرآباد کے معتمد تعلیمات، مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور بھوپال ریاست کے وزیر تعلیم ھوئے اور جو نسبتاً کم عمری مین اپنے دوستون اور عزیزون کو داغ مفارقت دے گئے، ولایت سے اعلی تعلیم حاصل کر کے سنہ ۱۹۱۲ع مین

وطن واپس ہوئے تھے۔ ان کے ایک دوست ای۔ایم۔فورسٹر E. M. Forster تھے جن کا شمار آج کل انگریزی زبان کے چوٹی کے ادیبون مین سے ھے۔ جو لوگ عصری ادب سے دلچسپی رکھتے ھین وہ یہ جانتے ھین کہ فورسٹر کا ناول A Passage to India کس پائے کی کتاب ھے۔ فورسٹر اس ناول کے لئے مواد حاصل کرنے اور اس ملک کی «فضا» سے واقف ہونے کی غرض سے ھندستان آئے اور علی گڑھ مین مسعود کے ساتھ ٹھہرے۔ ھندستان کے عوام سے براہ راست ربط پیدا کرنے کے لئے مسعود کے کہنے پر فورسٹر نے انگرکھا، دوپلو ٹوپی اور چوڑی دار پائجامہ کی پوشش اختیار کرلی اور میزبان اور مہمان دونون گاؤن گاؤن اور شہر شہر گھومنے پھرنے لگے۔ دھلی برطانوی ھند کا صدر مقام بن چکا تھا لیکن ابھی تک ھند سرکار کلکتے سے منتقل نہ ہوئی تھی اور اس اجڑے ہوئے شہر مین پرانی تہذیب اور شائستگی کے آثار باقی تھے۔ مسعود اور فورسٹر چاندنی چوک مین گھوم رھے تھے کہ فورسٹر نے دریافت کیا کہ بھائی! تمھاری اردو زبان کا سب سے بڑا کلاسیکی شاعر کون گزرا ھے؟ مسعود نے بلا تامل جواب دیا کہ غالب سے بڑھ کر کون ہوگا۔ فورسٹر نے اس پر کہا کہ میں غالب کی کلیات خریدنا چاھتا ہون۔ اس زمانے مین چاندنی چوک مین اردو کتب فروشون کی ایک نہین چار چھے دوکانین تھیں۔ مسعود ایک دوکان پر کھڑے ہوگئے اور دریافت کیا کہ آپ کے یہان اردو دیوان غالب کا کوئی نسخہ ھے؟ معاً جواب ملا کہ ھمارے پاس اس کے کئی اڈیشن ھین؛ آپ کو آٹھ آنے والا نسخہ دون یا بارہ آنے والا یا سب سے بھتر نسخہ جس کی سوا روپیہ قیمت ھے؟ مسعود نے سوا روپیہ نکالا اور دیوان غالب کا نسخہ خرید لیا۔ یہ بادامی کھردرے کاغذ پر چھپا ہوا تھا، جگہ جگہ روشنائی

کے دھبے پڑے تھے، سفید تاگے سے سلا ہوا تھا۔ دونون دوکان سے آگے بڑھے تو فورسٹر نے مسعود سے پوچھا کہ کیا غالب تمھارا سب سے بڑا کلاسیکی شاعر تھا؟ مسعود تو غالب کے گویا حافظ تھے اور انگریزی زبان پر انگریزون کی طرح قادر تھے، فوراً انھون نے تاڑاتاڑ غالب کے کتنے ھی اشعار سنا ڈالے اور ان کا انگریزی مین مطلب بھی بیان کردیا، اور کہا کہ بعض اعتبارون سے غالب تمھاری انگریزی کے بعض بڑے بڑے شاعرون سے بھی بالاتر ھے۔ فورسٹر غالب کے اشعار سن کر انگشت بدندان ہوگئے اور کہا کہ مسعود مجھے حیرت ھے کہ اتنے بڑے شاعر کے کلام کو تم لوگون نے ایسے ذلیل کاغذ پر چھاپا ھے جسے شائد ھم اپنے بدن کی صفائی کے لئے بھی استعمال نہ کرین گے، اور اس کی طباعت کا یہ عالم ھے کہ جو طریقہ ھم نے صدیون پہلے ختم کردیا تم اس بیسوین صدی مین بھی اس مین اپنی بہترین کتابین چھپواتے ہو۔ مسعود کہتے تھے کہ مجھے یہ سن کر اتنی ندامت ہوئی کہ عرق عرق ہو گیا اور میرے لئے صرف ایک چارہ کار باقی رہ گیا وہ یہ کہ مبحث کو بدل دون۔

حقیقت یہ ھے کہ ھمارے اوسط درجے کے اخبارون اور رسالون کی شکل و صورت کا معیار کم وبیش وھی ھے جو آج سے چالیس پینتالیس برس پہلے تھا اور گو کتابون کے گرد پوش اور رسالون کے سرورق ذرا زیادہ اہتمام سے چھپتے ھین لیکن طباعت کے اعتبار سے تو ھم شاید ایک انچ بھی آگے نہین بڑھ سکے۔ پھر ایک طرف ھمارا یہ ادعا ھے کہ اردو زبان ھندستان کی دوسری تمام زبانون سے زیادہ بولی سمجھی جاتی ھے تو دوسری جانب شاید یہودی مذھب کی اور پارسی مذھب کی طرح وہ محدود ہو کر رہ گئی ھے اور رسم خط کی پیچیدگیون

کی وجہ سے زیادہ تر وهی لوگ اردو لکھنا پڑھنا سیکھتے هین جن کی مادری زبان اردو هے - یه زبان کیسی هی دل لبھانے والی هو، اس کا لوچ، اس کی خوبروئی خود همارے وطنی بھائیون تك نہیں پہنچ سکتی - ایك اور مشکل یه آپڑی هے که هندستان کے نئے نقشے مین شاید سوائے دهلی اور کشمیر کے یه کسی ریاست کی سرکاری زبان نہین رهی اور وہ صوبے یا رقبے جہان کل تك یه اکثریت کی مادری زبان تھی وهان سے یا تو باضابطه نکالی جارهی هے ورنه سرکاری اغراض کے حد تك حرف غلط کی طرح محو کی جارهی هے[1] - پھر طرفه یه که شسته سے شسته

---

(۱) ۱۲ اپریل سنه ۱۹۵۶ء کو لوك سبھا مین یونین کے وزیر داخله شری داتار نے ایك سوال کا جواب دیتے هوے کہا که «نیپالی، سندهی اور اردو کے بعض ادارون کی طرف سے اس مضمون کی درخواستین وصول هوئی هیں که انهیں علاقائی زبان بنایا جائے، مگر حکومت کے نزدیك انهوں نے اس مطالبے کے جواز میں جو دلیلیں پیش کی هیں وہ شافی نهیں - » همیں اس کا تو علم نهین که نیپالی اور سندهی زبان کے وہ کون سے ادارے تھے جنهون نے ان زبانون کو علاقائی زبان بنانے پر زور دیا هے اور نه یه معلوم که مختلف ریاستون مین نیپالی یا سندهی بولنے والون کی کیا تعداد هے اور اس تعداد کا دوسری زبانین بولنے والون سے کیا تناسب هے؛ مگر جهان تك اردو کا تعلق هے غالبا شری داتار کا اشاره اس عظیم الشان درخواست سے هوگا جسے تین سال هوئے بیس لاکھ سے زیاده دستخطون سے انجمن ترقی اردو (هند) کی طرف سے راشٹرپتی راجندر پرشاد کی خدمت مین پنڈت هردے ناتھ کنزرو اوران کے چھه رفیقوں نے پیش کیا تھا اور جس کا ماحصل یه تھا که همارے دستور کے دفعه ۳۴۷ کی رو سے اردو کو اترپردیش میں هندی کے ساتھ ساتھ علاقائی زبان کی حیثیت دی جائے - دفعه ۳۴۷ یه هے :

347: "On a demand being made in that behalf, the President may, if he is satisfied that a substantial proportion of the population of a state desire the use of any languagc spoken by them, to be recognised by State, direct that such language shall be officially recognised throughout the State for any purposes that he may specify."

اردو اگر صرف بولی جاتی ھے یا (سینما کی فلمون کی طرح) سنی جاتی ھے تو اسے ھندی کہہ کر اس کے اعداد و شمار کم کئے جاتے ھیں۔ غالبا یہی وہ محرکات تھے جن کی وجہ سے اردو والون کو اس کے رسم خط کی طرف توجہ ہوئی ھے اور وہ یہ سوچنے لگے ھیں کہ اس کے بولنے والون کی تعداد ھندستان مین کتنی ھی بڑھی ہوئی کیون نہ ہو، اس کے لکھنے پڑھنے والون کی گنتی نہایت کم ھے اور موجودہ رسم خط اور طباعت ہوتے ہوئے اس کا پیام دوسرون تک پہنچانا تقریبا ناممکن ہو گیا ھے۔

رسم خط کی اصلاح

اس وقت اردو رسم خط کی اصلاح یا تبدیلی کے متعلق تین تحریکین ملک کے سامنے ھیں۔ ایک تحریک تو یہ ھے کہ ھندستان کی دوسری زبانون کی سیدھ میں لانے کے لئے اس کی لپی بدل کر ناگری لپی کو اختیار کیا جائے، دوسری یہ کہ اس کا دائرہ وسیع کرنے اور اس کی لکھائی چھپائی مین آسانی پیدا کرنے کی غرض سے رومن رسم خط مین مناسب ترمیمین کر کے اسے بالفعل موجودہ رسم خط کے ساتھ ساتھ اختیار کیا جائے، اور تیسرے یہ کہ لکھت کی حد تک تو اس کا رسم خط نستعلیق یا شکست رہنے دیا جائے، لیکن طباعت کا معیار بڑھانے کے لئے عربی، فارسی، سندھی، ملائی اور پشتو کی طرح فی الفور نسخ

بظاہر حکومت ھند اردو کو یو۔پی کے ایک زبان کے طور پر بھی تسلیم کر لینے کے لیے تیار نہیں اگر ۲۰ لاکھ سے زیادہ افراد کے دستخطوں کی بھی کوئی اہمیت نہیں اور مسئلہ ایسی زبان کا ھے جس کے بولنے والوں کی مغربی یو۔پی میں اکثریت ھے تو پھر اردو کی حد تک دفعہ ۳۴۷ بے معنی ہو جاتی ھے۔

ٹائپ

ٹائپ کا رواج عام کردیا جائے۔ یہ تو اصلاح یا تبدیلی کی تحریکین ہوئین؛ ایک چوتھا مسلک یہ بھی ھے کہ اردو زبان کی جان گویا نستعلیق ٹائپ مین ھے اور کتابین ٹائپ مین چھپین گی تو وہ مہنگی پڑین گی، اس لئے جو ڈھرا چلا جارھا ھے وھی رھنے دیا جائے، ورنہ اردو زبان کی مقبولیت کم ھو جائیگی اور اس کی ترقی رک جائیگی۔ ان مہربانون کا یہ بھی کہنا ھے کہ نستعلیق مین ہر لفظ کے نوک پلک کا خیال رکھا جاتا ھے اور اس کا لحاظ جیسا لیتھو چھاپے میں ھوسکتا ھے ایسا کسی دوسرے طریقے مین ممکن نہین، اس لئے بہتر یہی ھوگا کہ نستعلیق رسم خط اور لیتھو چھپائی ھی قائم رھے ورنہ اردو فنا ھو جائیگی۔ اس طبقے کی رجائیت باعث تقلید ھو لیکن اگر اس کے معنے یہ ھین کہ ھم آنکھین بند کئے لکیر کے فقیر بنے رھیں اور وظیفہ پڑھتے رھین کہ ھماری زبان نہین مٹ سکتی اور ھمین کسی طرح کی جدو جہد یا اصلاح کی ضرورت نہین تو ھمین اس طبقے سے کچھ کہنا نہین۔ قومون کی طرح زبانین بھی بنتی بگڑتی رھتی ھین۔ فارسی جیسی مدھ بھری زبان جو ڈیڑھ سو برس پہلے ھمارے ملک کے طول و عرض مین پھیلی ھوئی تھی وہ پے در پے سیاسی انقلابون کے باعث نابود ھو گئی۔ اردو کے علاوہ دنیا کی کوئی زبان اب لیتھو مین نہین چھپتی۔ ایسے رسم خط کو جس کی ایک داب مین نو سو یا زیادہ سے زیادہ ہزار صفحے نہ چھپ سکتے ھون، جو بنیادی تعلیم کی ضروریات سے بالکل نا آشنا ھو، جس کے ”نوک پلک“ کا (جس پر ھمین اتنا ناز ھے) کسی اخبار یا معمولی رسالے مین پتہ بھی نہ چلتا ھو، جس کی کتابون مین مضمون کے ساتھ نہ ھاف ٹون تصویرین چھپ سکتی ھون نہ نقشے، جس کے اخبارون میں تصویرین چھپین تو ایک کا دوسری سے امتیاز مشکل ھو، اگر

باوجود ان تمام باتون کے کوئی شخص لیتھو کو اردو کی بقا کی ضمانت سمجھتا ھے تو یہ خیال اسے مبارک ھو، وہ اردو کو فنا کی طرف لیے جا رھا ھے نہ کہ بقا کی طرف[1]۔

دیونا گری لپی

اب ان تحریکون کو یکے بعد دیگرے لیجئے جو اردو کے رسم خط کی اصلاح کے متعلق پیش کی جارھی ھین۔ جہان تک دیو نا گری لپی کا تعلق ھے سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ آخر اس لپی مین کون سی خوبیان ھین کہ ھم اپنا رسم خط چھوڑ کر اسے اختیار کرلین۔ اس مین شبہ نہین کہ ناگری لپی نے ڈ اور ڑ جیسی پیش آریائی آوازون اور ق، خ، غ، جیسے عربی مخارج مین تھوڑا بہت تصرف کر کے اپنا لیا ھے؛ ساتھ ھی دوسری قومون کے بہت سے اعلام کو اس لپی میں کم وبیش صحیح طور پر ادا کیا جاسکتا ھے۔ مگر ناگری لپی میں بعض ایسی خامیان ھیں کہ ان کی وجہ سے نہ صرف اردو ھی کی مشکلات حل نہین ھو سکتیں بلکہ جب تک اس میں انقلابی تبدیلیان نہ ھون طویل مدت کے نقطۂ نظر سے خود ھندی کے لئے بھی یہ لپی باقی رھنے کا مسئلہ قابل غور ھے۔ ناگری میں جملہ حروف کی تعداد

---

(۱) یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ جس پتھر پر اردو اخبار رسالے اور کتابین چھپتی ھیں وہ ادنی درجے کا پتھر ھوتا ھے۔ لیتھو کا پتھر تین طرح کا ھوتا ھے:

۱۔ آسمانی پتھر جو نہایت سخت ھوتا ھے اور جو زیادہ تر تصویرین اتارنے کے کام آتا ھے؛

۲۔ خاکستری پتھر جو علاوہ تصویروں کے دوسرے نہایت باریك نقش و نگار اتارنے میں استعمال ھوتا ھے؛ اور

۳۔ زرد پتھر جو اب سوائے اردو چھپائی کے اور کسی کام نہیں آتا لیتھو کی ایجاد بے، ویریا کے ایك ایکٹر سینیے فیلڈر Senefelder نے انیسوین صدی کے ابتدا میں کی مگر چھپائی کا یہ طریقہ یورپ میں کبھی مقبول نہیں ھوا۔ دیکھئے: Encyclopaedia Brittanica سنہ ۱۹۳۹ع جلد ۱۸، صفحہ ۵۰۸ وغیرہ۔

۵۲ ہے جس مین سے ۱۶ حروف علت اور ۳۶ صحیح حروف ہیں۔حروف علت مین اِ، ای، اُ، او، اے، ائی، آو، او، کے لئیے بالکل علحدہ علحدہ شکلین ہین حالانکہ یہ آوازین अ پر ماترائین لگانے سے ظاہر کی جا سکتی تھیں۔ صحیح حروف میں دس کو نفسی[۲] کہاجا سکتا ہے جن کے ذریعے سے اس تلفظ کا اظہار کیاجاتا ہے جو بنیادی آواز کے ساتھہ ہ کی آواز ملانے سے پیدا ہوتا ہے۔یہ حروف ख, छ, झ, ठ, ढ, थ, ध, फ هین اور یہ بنیادی حروف क, च, ज, ट, ड, त, द, प سے بالکل مختلف ہین حالانکہ یہ مقصد بنیادی حروف کے ساتھہ ह لگانے سے پورا ہوسکتا تھا۔ان کے علاوہ ہندی کی حدتك ङ , न, اور ण کی ایك ہی آواز ہے۔ماترا کی یہ کیفیت ہے کہ یہ کبھی حرف کے اوپر، کبھی نیچے، کبھی سیدھی طرف اور کبھی الٹی طرف لگائی جاتی ہے اورجب یہ حرف کے الٹی طرف لگائی جاتی ہے تو نظر پہلے ماترا پر اور اس کے بعد اصل حرف پر پڑتی ہے جو نظریاتی اور نفسیاتی اصول کے بالکل خلاف ہے[۴]۔ بعض حروف کی کشش نہایت پیچیدہ ہے۔ پروفیسر نرائن مین اپنے رسالے Script Reform مین کہتے ہیں کہ ناگری کا سب سے پہلا حرف یعنی अ اشٹ پد کی طرح چارون طرف ھاتھہ پاؤن پھیلائے ہوئے ہے۔اس کے بر عکس جو حروف مدور یانیم مدور ہین ان مین سے بعض نہایت پیچیدہ ہیں جیسے ङ, झ, ह, क्ष, ज्ञ وغیرہ اور ایك نظر مین یہ آنکھہ مین نہین سماتے۔سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ ناگری کے ہر

(۳) Aspirated

(۴) تقریبا یہی کیفیت « ر » کی آواز کی ہے ۔

حرف صحیح مین زبر کی آواز مضمر ہے جس کی وجهه سے ایك جزم دار اور متحرك آواز کو ملانا ہو تو زبر کی علامت کو (جو اکثر حروف مین کهڑے الف کی شکل کی ہے) حذف کرنا پڑتا ہے۔ نتیجه یه ہے که بنیادی ۵۲ حروف کے ساتهه کم و بیش ۴۰۰ سنیکتا کشرون یا مِلے جُلے حروف کی ضرورت پڑتی ہے اور هندی چهپائی کے غیر ضروری طور پر طویل اور پیچیده ہونے کی وجهه سے انگریزی سے کهین زیاده جگه گهیر لیتی ہے۔ ناگری پریمیون کو اس بات کا اندازه ہے که ان دشواریون کی وجهه سے اس لپی کو مقبول بنانے اور عصری ایجادون کا اس پر اطلاق کرنے مین کتنی دقت پیش آرهی ہے؛ مگر وه ابهی تك معمولی سے معمولی اصلاح پر بهی متفق نهین ہوسکے۔ مثال کی طور پر جهان اوپر کی ریکها گجراتی مین کلیة اور بنگالی مین ایك بڑی حد تك حذف کردی گئی ہے، وهان ناگری والے اس کے رکهنے پر مصر هین۔ یهان ایك دلچسپ بات یه کهنی ہے که خود همارے ملك کے بعض دانشورون کا خیال ہے که سائنٹیفك اعتبار سے تلنگی رسم خط ناگری سے بهتر ہے، اس لئے که اس کے تمام حروف مدور ہوتے هین اور انسان کی نگاه جیسی دائرے پر جمتی ہے ویسی نوك دار حروف پر نهین جمتی۔ شاید اس سے بهی زیاده دلچسپ بات یه ہے که یه تحریك بنگال تك مین پهنچ گئی ہے اور وهان ایسے لوگ پیدا ہوگئے هین جو تلنگی رسم خط کو دوسرے تمام لپیون سے برتر سمجهتے هین[۶] ــ یه بات بهی قابل غور ہے که جنوبی هند مین

[۶] Prabuddha Nath Chatterjee, *National Script and Numerals*, Calcutta Review, December, 1954, pp. 212-219.

اس مضمون کا اقتباس ملاحظه ہو۔

سنسکرت کے جو قدیم مخطوطے دستیاب ہوئے ہین ان مین سے اکثر ناگری لپی مین نہین بلکہ تامل یا تلنگی لپیون مین ہین۔ حقیقت یہ ھے کہ جنوبی ہند مین ناگری لپی کبھی مقبول نہین ہوئی، اور ہندستان کے اس حصے کے باشندے سنسکرت زبان کی تعظیم و تکریم کرین، مگر ناگری رسم خط کو وہ قدر کی نگاہ سے نہین دیکھتے۔ بلا شبہ ہمارے دستور نے ناگری رسم خط کو ایک برتر موقف دیا ھے، لیکن ایسی کوئی تحریک اب تک نظر سے نہین گزری کہ ہندی کے علاوہ دوسری کسی زبان کے بولنے والے ناگری کو اپنی زبان کا رسم خط بنانے پر تلے ہوئے ہون۔

اب اس مسئلے کے ایک دوسرے پہلو کو لیجئے۔ اگر باوجود ان تمام خامیون کے ناگری لپی اختیار کرنے کی تجویز بار آور ہو گئی تو اس کا اندیشہ ھے کہ بہت جلد اردو زبان ہندی مین مدغم ہوجائیگی اور اس کا تفرد باقی نہ رھے گا۔ چند مہینے ہوے اترپردیش کے راجپال شری کنہیالال منشی نے اپنی ایک تقریر مین کہاتھا کہ اگر اردو والے دیوناگری کو اپنا رسم خط بنالین

"...What sanctity is there about Devanagari? Devanagari letters are formed at least a majority of them—in an angular shape which prevents or retards rapid writing...... Writing in Devanagari brings fatigue soon...than writing in some other alphabet, as for example, the Roman or Telugu......If the Telugu script can be further simplified as regards the shape and system of conjunct letters and by the abolition of ornamental flourishes constituting upward and downward strokes, probably it will be made nearly as suitable for mechanical processes as Roman......"

چٹرجی صاحب ۸ جون سنہ ۱۹۵۴ کے ایک خط مین فرماتے ہین کہ اول تو تلنگی لپی مین سنیکتنا کشرون کی تعداد دیوناگری سے کم ھے، اور جو ہیں وہ اس طرح ختم کئے جاسکتے ہین کہ ساکن حروف کے لئے بجائے نیم حرفی علامتوں کے جزم [illegible] کا استعمال کیا جائے؛ مثلاً "رتنا" کے لئے [illegible] کی بجائے [illegible] لکھا جائے۔

اور عربی فارسی لفظون کے بجائے سنسکرت شبدون کو اپنی زبان مین جگه دین تو پھر اردو هندی کا جھگڑا باقی نہین رهے گا۔ شری منشی نے ایك حقیقت کا اظہار کردیا۔ اردو اور هندی کے درمیان جو فرق هے وه یہی هے که اس کا رسم خط جدا گانه هے اور اس کی شیرینی اور سلاست ایك بڑی حد تك ان فارسی الفاظ مین مضمر هے جو اس کا گویا مزاج بن گئے هین۔ گو آج کل اتر پردیش اور مدهیه پردیش میں جو هندی بن رهی هے اس کے لئے نت نئی صرف ونحو اور نت نئے قواعد بنائے جارهے هین جن کی وجه سے دونون زبانون کے درمیان جو خلیج تھی وه چوڑی هوتی جارهی هے؛ لیکن اردو اور هندی کا بنیادی ڈھانچا کم و بیش ایك سا هے۔ شری منشی کی رائے پر عمل کیا گیا تو اردو زبان هی ختم هو جائے گی۔ بلا شبه مرہٹی زبان ناگری لپی میں لکھی جاتی هے اور اس مین بہت سے ناگری شبد رائج هو گئے هین لیکن اس کا ڈھانچا، اس کی صرف و نحو، اس کا مزاج هندی سے مغائر هے۔ یہان تو یه عالم هے که اردو لکھی هوئی نه هو تو اسے هندی کہا جاتا هے اور سلیس ترین اردو فلمون کی زبان هندی هی بتائی جاتی هے۔ اگر اردو کا رسم خط بدل کر ناگری لپی اختیار کرلی گئی تو اس زبان کا وجود هی کیا باقی رهے گا۔ اس وقت اردو کے جو لفظ هندی مین استعمال کئے جارهے هین وه صرف اس لئے که وه زبان زد خاص و عام هین، لیکن ان کو بھی نکالنے کی کوشش کی جارهی هے اور ”اصل پرست،، تو یه چاهتے هین که آج هی سے هندی تقریر سے نہین تو هندی تحریر سے یه کالعدم کردیے جائین۔ دیوناگری لپی اختیار کی گئی تو یه رجحان زیاده زور پکڑ جاے گا۔ رها همارے دستور کے آٹھوین شیڈیول میں اردو کے مقام کا مسئله تو اسے پارلیمنٹ کی دوتہائی

اکثریت نہایت آسانی سے تحلیل کرسکتی ھے ، اور جب اردو کسی مجوزہ ریاست کی زبان ھی تسلیم نہ کی جائے گی تو دیوناگری رسم خط اختیار کرنے کے بعد اس کا دستور سے اخراج شاید کسی کو محسوس بھی نہ ہوگا۔

مروجہ رسم خط

(الف) "فارسی طرز تحریر"

اب مروجہ رسم خط کو لیجئے۔ اس سلسلے مین یہ بات ذہن سے نکال دینی چاہیے کہ اردو زبان "فارسی" رسم خط میں لکھی جاتی ھے۔ یہ بڑا مغالطہ ھے اور اس مغالطے مین خود اردو والے بھی پھنسے ہوئے ھین۔ یہ ادعا نہ صرف غلط ھے بلکہ نقصان رساں بھی ھے۔ اس ایک لفظ نے اردو کو غیر ملکی زبان بنادیا ھے، اس لئے کہ اردو کا رسم خط فارسی ہوا تو خواھی نخواھی اس کا ذہنی تباین دیوناگری سے کیا جائے گا جسے اکثر لوگ خالص ہندستانی لپی سمجھتے ھیں۔ اردو اور ھندی کے درمیان جو افسوس ناک خلیج پیدا کردی گئی ھے وہ اس غلط اور نقصان رساں خیال سے اور بھی زیادہ وسیع ہو جاتی ھے۔ دس بارہ برس ہوئے الہ آباد یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے وھاں کے مجلے میں ایک مضمون لکھا تھا جس مین یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ اردو دراصل فارسی زبان ھی کی ایک شکل ھے، اور اس مضمون مین خاص طور پر رسم خط سے استدلال کیا گیا تھا۔ بہرحال یہ بات واقعے کے بالکل خلاف ھے کہ اردو زبان "فارسی" رسم خط مین لکھی جاتی ھے، بلکہ جو رسم خط اردو مین رائج ھے وہ خالص اردو ھے اور اردو زبان کے لئے مختص ھے۔ بلا شبہ اس کی اصل نسخ ھے جسے ابن مقلہ نے سنہ ۱۲۲ع

مین واضع کیا[۷] ۔ یہ رسم خط ایران پہنچا تو اس مین خالص ایرانی آوازون کی علامات ، پ ، چ ، ژ ، گ ، کا اضافہ ہوا اور کشش مین تبدیلی ہو کر یہ پہلے "تعلیق"، اور پھر نستعلیق بن گیا[۸] ۔ اسی طرح جب اردو اس لپی میں لکھی جانے لگی تو اس میں خالص ہندوستانی آوازون کے لئے ٹ ، ڈ ، ڑ ، کا اضافہ کیا گیا اور یہ اردو رسم خط کہلانے لگا ۔ آج عرب اور ایرانی اپنی اپنی زبانون مین جس کشش کو استعمال کرتے ہین اس سے اردو کی کشش بالکل مغائر ہے ۔ ایك اچھی لپی کی خصوصیت یہ ہوتی ہےکہ اس میں لچك ہو اور بست و کشاد کی گنجائش ہو؛ نہ صرف یہ بلکہ وہ خود اس زبان کا رسم خط بن جائے جو اسے اختیار کرنا پسند کرے ۔ عربی نسخ مین اس کی گنجائش تھی ؛ کشش مین تھوڑے بہت فرق اور بعض حرفون کے اضافے سے وہ ایران میں فارسی رسم خط ، ملایا مین ملائی ، مراکو مین مغربی اور ہندستان مین اردو رسم خط بن گیا ، اور جب اس رسم خط مین بنگالی اور تامل بھی لکھی جانے لگین تو اسے "بنگالی نسخ"، اور "عرب تامل"، خط کہنے لگے[۹] ۔ حقیقت یہ ہےکہ اردو رسم خط کو فارسی کہنا نہ صرف حقیقت سے

---

۷ - عربی خط کے ارتقا کے لئے دیکھئے محمد سجاد مرزا کا معلومات آفرین رسالہ "اردو رسم خط" حیدرآباد دکن ۱۹۴۰ع ص۸ ۔

۸ - دکن مین بہمنی دور کے آخر تك سرکاری کاغذات فارسی زبان اور خط نسخ مین لکھے جاتے تھے ؛ اس کا نمونہ Sherwani : Mahmud Gawan, the Great Bahmani Wazir کی ابتدا مین ملاحظہ کیا جائے ۔ ہندستان مین نستعلیق کا رواج مشہور خطاط میر عماد کے بھانجے عبدالرشید دیلمی کے آنے تك نہین ہوا ؛ ان کے آنے کا زمانہ ۱۶۱۸ع ہی سمجھنا چاہیے ۔

۹ - بنگالی نسخ کے لئے دیکھئے رپورٹ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس ، کلکتہ ، دسمبر سنہ ۱۹۳۹ ع ۔ اس کانفرنس کے شعبۂ اردو کے پانچوین رزولیوشن مین بیان کیا گیا ہے کہ "ایك صدی پہلے" یعنی انیسوین صدی کی تیسری چوتھی دہائی تك بنگالی

منه موڑنا ھے بلکه ایك اعتبار سے اردو کو دوسری هندستانی زبانون کے معیار سے گرانا ھے۔

(ب) لیتھو۔

جیسا اوپر دکھایا گیا ھے، یه تو اردو کے لئے گویا سزائے موت کا پروانه هوگا که هم اس کے چھاپے مین برابر ادنی درجے کے لیتھو کے پیچھے پڑے رهین۔ یه تو بالکل ایسی بات هوئی که جهان هم هوائی جهاز یا ریل مین جاسکتے هون وهان بیل گاڑی پر جانے کو ترجیح دین۔ اگر هم اردو زبان کی بقا چاهتے هین تو همین لیتھو کو یك قلم ترك کرنا هوگا اور اس کی جگه ٹائپ کو رواج دینا پڑے گا۔ اردو طباعت کا تو یه عالم ھے که ایك پھیکا زرد پتھر لے لیا، دستی چرخی خریدلی، چار مزدورون کو چرخی پھرانے پر رکھه لیا، ایك کاتب کو مقرر کرلیا، لیجئے لیتھو پریس تیار هوگیا۔ کیا ایسے چھاپے سے هماری زبان ترقی کرسکتی ھے؟ یه ایك بڑا مغالطه ھے که لیتھو چھاپے سے ٹائپ چھاپے مین زیاده خرچ پڑے گا۔ اول تو اگر اچھے کاپی نویس سے کاپی لکھائی جائے اور اسے اچھے کاغذ پر اهتمام سے چھپوایا جائے تو دونون قسم کی چھپائیون مین اتنا تفاوت نه هوگا۔

=زبان نسخ مین لکھی جاتی تھی، اور اس مین حکومت بنگال سے درخواست کی گئی ھے که مروجه بنگله رسم خط کے ساتھه ساتھه بنگالی زبان کو نسخ مین رواج دینے کی اجازت دے۔ اس کانفرنس مین بنگالی زبان کی بہت سی تحریرین اور کتابین پیش کی گئین جو خط نسخ مین لکھی هوئی تھین۔ "عرب تامل" کے نمونے کے لئے ملاحظ هو رساله "القرآن فی کل لسان" مرتبه اداره عالمگیر تحریك قرآن مجید، حیدرآباد دکن، ١٣٦٤ھ۔ بنگالی نسخ اور عرب تامل دونون مین یه خصوصیت ھے که ان زبانون کے مخارج کو عربی حروف پر علامات لگاکر اپنایا گیا ھے۔

دوسرے چونکہ ٹائپ کی ایک داب مین ہزارون لاکھون فارم نکل سکتے ہین اسلئے اخبارون اور کتابون کی قیمت مین کافی کمی ہو جائے گی ۔ ہم دیکھتے ہین کہ انگریزی، گجراتی، مرہٹی، ہندی کے جو اخبار دو آنے میں خریدے جا سکتے ہین ان کا معیار اور حجم اسی قیمت کے اردو اخبارون سے دوگنا تگنا ہوتا ھے اور دیدہ زیبی اس کے علاوہ ھے ۔ حقیقت یہ ھے کہ آج کل اردو کے کسی اخبار کی اشاعت میں اضافہ اس کی مشکلات کو دوچند کر دیتا ھے اس لئے کہ جب ایک داب مین ۹۰۰ یا ۱۰۰۰ سے زیادہ فارم نہ نکل سکین تو یا تو اسے نہایت گران فوٹو آف سیٹ کے طریقے کو اختیار کرنا پڑے گا ورنہ چار چار پانچ پانچ کاپی نویسون کو مقرر کرنا پڑے گا ۔ اس سلسلے مین مناسب ھے کہ حیدر آباد کے ایک ممتاز اخبار "پیام" کے اڈیٹر جناب اختر حسن کی رائے نقل کی جائے جو انہون نے حیدر آباد مین ۲۶ ۔ فروری سنہ ۱۹۵۶ع کو ایک مکالمے کے سلسلے مین ظاہر کی ۔ انہون نے کہا کہ "آج کا اخبار پڑھنے والا تازہ ترین خبرین چاھتا ھے ۔ مگر خبرین رات کے تین یا ساڑھے تین بجے تک وصول ہوتی ہین، اس کے بعد کتابت و طباعت کی منزلون تک بآسانی گزرنا اور علی الصباح اخبار کا لوگون کے مکانوں پر پہنچ جانا ایک دشوار گزار مرحلہ بن جاتا ھے"، ظاہر ھے کہ ٹائپ مین چھپنے والے اخبارون کے لئے ایسی کوئی دشواری نہین[۱۰] ۔

ایک اعتراض اردو ٹائپ پر یہ بھی کیا جاتا ھے کہ ہمیں اس کی چھپی ہوئی کتابین پڑھنے کی عادت نہین اس لئے اسے رائج کرنا مناسب نہ ہو گا ۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ھے کہ آخر عربون، ایرانیون، سندھیون، پختوؤن نے کبھی نہ کبھی

۱۰ ۔ "اردو زبان کے مسائل پر سمپوزیم" مجلہ عثمانیہ، جلد ۲۸ شمارہ ۱، صفحہ ۱۳۴ ۔

لیتھو چھوڑ کر ٹائپ چھاپے کی عادت ڈالی ہو گی۔ ہماری زبان کونسی ایسی انوکھی زبان ہے کہ لکیر کی فقیر بنی رہے، اور ہم جو گلا پھاڑ پھاڑ کر اردو کے تحفظ کے لئے چیخ پکار کرتے ہیں تو کیا ہم یہ بھی نہیں کرسکتے کہ اس کی خاطر ہم دوسری زبانوں کی سیدھ میں آجائیں اور تنازع للبقا کے میدان میں تھوڑی سی قربانی دیں۔ اگر یہ نہیں تو تمام حجت اور جدو جہد بے کار ہے۔

(پ) نستعلیق ٹائپ۔

اب اس مسئلے پر غور کرنا ہے کہ اردو کے لئے کونسا ٹائپ اختیار کیا جائے۔ مروجہ رسم خط کے اعتبار سے دو طرح کے ٹائپ کا امکان ہے، ایک نستعلیق، دوسرے نسخ۔ گیارھویں صدی عیسوی میں میر علی تبریزی نے نسخ اور تعلیق کو ملا کر نستعلیق رسم خط ایجاد کیا لیکن یہ سترھویں صدی تک ھندستان میں رواج نہ پا سکا۔ یہ خط نسخ ھی کی ایک ارتقا شدہ شکل ہے اور اس میں عربوں کی حرکیت اور ایران کی جمالیت دونوں کو گویا سمویا گیا ہے۔ لیکن اس میں "حرفوں کے جوڑ توڑ کی نزاکتیں، دامن اور دائروں کا دور، کششوں اور مدوں کی سطح اور نوک پلک کی باریکیاں اتنی ہیں کہ گھنٹوں میں چند سطریں لکھی جاسکتی ہیں"[11] اس میں جمالیاتی تصور اس قدر غالب ہے کہ افادی پہلو بالکل دب گیا ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ خود ایرانیوں نے آخر کار اس کی جمالیت کو نسخ کی افادیت پر قربان کردیا اور آج ایران میں کوئی کتاب نستعلیق ٹائپ میں نہیں چھپتی۔

یہاں ٹائپ چھاپے کی مختصر تاریخ بے سود نہ ہوگی۔ سانچوں کے ذریعے

11 - "اردو رسم خط" صفحہ ۱۰ تا ۱۲۔

سے طباعت مین اولیت کا سہرا چینیون کے سر ہے، اور حساب لگایا گیا ہے کہ اس طریقے سے سب سے پہلی کتاب سنہ ۸۶۸ع مین چھاپی گئی تھی - اسی طرح حرکت پذیر Movable ٹائپ چین مین ھی ایجاد ہوا اور گیارھوین صدی کی چوتھی دہائی میں ایک شخص پی شنگ نے اس ٹائپ مین پہلی کتاب شائع کی - مگر یہ ایجاد چین ھی تک محدود رہی اور یورپ مین اسے پندرھوین صدی کے وسط تک کام مین نہین لایا گیا - اس کے تین سو برس بعد تک ٹائپ کو ہاتھ ھی سے کمپوز کیا جاتا تھا، لیکن سنہ ۱۸۲۲ع سے مشین کمپوزنگ شروع ہو گئی[۱۲] ہم دیکھتے ہین کہ باوجود عربی رسم خط کی پیچدگیون کے سولھوین صدی کے ابتدا ھی مین یورپ والون نے عربی کتابین ٹائپ مین چھاپنی شروع کردین اور اس صدی کے اواخر مین تو نسخ ٹائپ اس قدر ترقی کر گیا کہ بڑی بڑی ضخیم کتابین اس میں چھپنے لگین[۱۳]۔

شاید یہ دیکھ کر کہ اردو دان طبقہ نسخ ٹائپ کو پسند نہ کرے گا اور "الہلال" اور "ہمدرد"، جیسے وقیع اور مقبول اخبارون کی نسخ طباعت کے غیر مقبول ہونے کا اندازہ کر کے سر اکبر حیدری نے، جو اس زمانے میں حیدرآباد کے وزیر فینانس تھے اور بعد مین چل کر ریاست کے صدر اعظم بنے،

۱۲ - ملاحظہ ہو Encyc. Brittanica جلد ۱۸، صفحہ ۴۹۴ وغیرہ۔

۱۳ - کتب خانہ جامعہ عثمانیہ مین ایک کتاب "القانون فی الطب" مؤلفہ شیخ الرئیس ابن سینا ہے جو Typographia Medicaea, Roma میں ۱۵۹۳ع کی چھاپی گئی ہے - اس مین ۶۱۵ صفحے ہین - ٹائپ اتنا نفیس ہے کہ مختلف حرفون کے درمیان جو جوڑ ہین وہ مشکل سے نظر آتے ہین - اس پر "قیمت پانچ صد روپیہ عالمگیری" لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ عالمگیر کے زمانہ میں ٹائپ سے چھپی ہوئی کتابین ہندوستان آنے لگی تھین۔

ریاست کے سنٹرل پریس کو ھدایت کی کہ نستعلیق ٹائپ کا احیاء کرے اور اسے عصری ضروریات سے لیس کرے ۔ اس بارے مین جو کوشش ہوئی اسے خود سررشتہ طباعت حیدر آباد کے ایك پمفلٹ سے نقل کرنا مناسب ہو گا :۔

" بہ تعمیل فرمان خسروی دارالطبع سرکارعالی مین عثمانیہ ٹائپ فانڈوری قائم ہوئی ۔ پہلے تو خط نستعلیق خود دوائر اور کششون کی نزاکت اور جوڑون کی بلندی و پستی کی دشواریون مین مبتلا ھے اس پر فن ٹائپ سازی اور قواعد نستعلیق کی پابندی یہ دونون ایك دوسرے سے مغائر اشکال رکھتے ھین ۔ ۔ ۔ ۔ قواعد نستعلیق کی پابندی کے ساتھہ ھی کرسیون اور جوڑون مین اضافہ ہوتا جائے گا جس کی وجہ سے تعداد حروف اور شیش (سیسے) کے صرفہ مین اضافہ کے علاوہ ٹائپ کے جوڑ ، نوك پلك بہت ھی نازك اور کمزور ہو جائین گے ۔ اس طرح تو ٹائپ اپنے اصول کے تحت خط نستعلیق سے بہت دور ھٹ جائے گا یا قواعد نستعلیق کی پابندی اس کو ناقص ، کمزور اور عملا دشوار بنادے گی"۔

بہر حال ان " مغائر اشکال " کے باوجود سررشتہ طباعت کے کامل انہماك ، غیر معمولی کوشش اور گورنمنٹ کے کثیر صرفے نے نستعلیق ٹائپ کی احیا کا سہرا حکومت سرکارعالی کے سر سنہ ۱۹۳۰ع مین باندھا گیا [۱۴] ۔

یہ واقعے کے خلاف ھے کہ نستعلیق ٹائپ سنہ ۱۹۳۰ع مین " ایجاد " ہوا ، اس

۱۴ کتابچہ موسومہ " نمونہ جات ٹائپ ایجاد کردہ سررشتہ طباعت سرکارعالی " حیدرآباد دکن ۔ صفحہ ٥ ۔

لئے کہ انیسوین صدی کے اواخر ھی مین کلکتے مین اس کی کوشش کی جاچکی تھی کہ نستعلیق کے نوک پلک والے حروف کو سیسے کے سانچون میں مقید کیا جائے اور اس ٹائپ میں بعض بڑی بڑی کتابین چھاپی بھی گئی تھین [۱۵]۔ تاھم حیدر آبادی ٹائپ تجربے کی حد سے آگے نہین بڑھا ، اور خود جامعہ عثمانیہ کی سیکڑون مطبوعات مین سے ایک کتاب بھی نستعلیق ٹائپ مین نہین چھپ سکی ، اور خود حیدر آباد سرکار کو بالآخر تجارتی نقطہ نظر سے اس کی ناکامی کا اظہار کرنا پڑا ۔

نستعلیق ٹائپ مین سب سے بڑا نقص یہ ھے کہ بعض حرفون کے لئے سات سات آٹھ آٹھ اور پورے فرمے کے لئے سیکڑون ٹائپ روپوں کی ضرورت ھوتی ھے چنانچہ حیدر آباد کے ۳۰ پوائنٹ نستعلیق کے لئے ۵۷۴ روپ ، ۲۴ پوائنٹ کے لئے ۶۸۴ روپ اور ۱۸ پوائنٹ کے ۴۹۵ روپ درکار ھوتے ھین ، اور ان مین اعراب اور اوقاف شامل نہین [۱۶]۔ اس کے علاوہ چونکہ نستعلیق میں نوک پلک کا خاص لحاظ رکھنا پڑتا ھے اس لئے یہ حرف بہت جلد گھس جاتے ھین ۔ پھر جن اصحاب کو نستعلیق ٹائپ مین چھپی ھوئی کسی کتاب کے دیکھنے کا موقع ملا ھوگا

۱۵ راقم الحروف کے پاس نستعلیق ٹائپ کے ابتدائی دور کی دو کتابیں ھین :—

۱ - ”منتخب اللغات“ عربی فارسی ، جو ۷ x ۱۱ کی تقطیع کے ۸۸۱ صفحون پر فورٹ ولیم کالج پریس میں سنہ ۱۸۰۸ع میں چھپی ۔

۲ - لغت ”شمس البیان“ از مرزا جان طپش ، جو ۸ x ۵ کی تقطیع کے ۳۷ صفحون پر مطبع آفتاب عالم تاب ، مرشد آباد ، میں سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق سنہ ۱۸۴۸ع میں طبع ھوئی ۔ حیدر آباد سرکار نے نستعلیق ٹائپ کی ناکامی کا اظہار جریدہ حکومت سرکار عالی مورخہ ۲۳ شہریور سنہ ۱۳۴۹ف جزو اول صفحہ ۱۲۶۹ میں کیا ھے ۔

۱۶ - ”نمونہ جات ٹائپ“ ، صفحہ ۱۸ ۔

وہ اس کا اندازہ کرسکین گے کہ اگر نستعلیق تحریر مین جمالیاتی معیار ملحوظ ھے تو نستعلیق ٹائپ اس معیار پر پورا نہین اترتا؛ اس لئے کہ ایك طرف تو اکثر حرفون کو اپنی اصلی حالت مین رکھنے کی کوشش کی جاتی ھے اور دوسری جانب ایسے الفاظ کی ھیئت بدلنی پڑتی ھے جو لیتھو میں اوپر سے نیچے لکھے جاتے ھین، جیسے مچھر، نخچیر، محمدؐ، وغیرہ۔ ان دونون اصولون کی آمیزش کی وجہ سے نستعلیق ٹائپ مین ایك طرح کا بھونڈا پن آجاتا ھے اور یہی سبب ھے کہ اردو کی جو تھوڑی بہت کتابین آج کل ٹائپ میں چھپ رھی ھین ان مین نسخ ٹائپ ھی کام مین لایا جاتا ھے۔

(ت) نسخ ٹائپ۔

نسخ ٹائپ کو اردو زبان مین رواج دینے کا سہرا سرسید احمد خان غفرلہ کے سر ھے۔ سرسید کے عقیدے محض نظریات پر مبنی نہین تھے بلکہ وہ ایك خالص عملی انسان تھے۔ انہوں نے ابتدا ھی سے بھانپ لیا تھا کہ اردو کی ترقی مین لیتھو ھر قدم پر مانع ھوگا، چنانچہ جب انہون نے اپنا پہلا اخبار موسومہ "اخبار سین ٹی فك سوسائٹی"، ۳۰ مارچ سنہ ۱۸۶۶ع کو نکالنا شروع کیا تو اسے نسخ ٹائپ مین چھاپا، اور اس سوسائٹی کی طرف سے جو ترجمے شائع ھوے (جن مین شاید سب سے ضخیم ایل فنس ٹن کی تاریخ ھند کا ترجمہ ھے) ان میں سے اکثر ٹائپ ھی مین شائع ھوے[۱۷]۔ نسخ ٹائپ اس وقت تمام عرب ممالك، ایران، افغانستان،

۱۷ - "تاریخ ھندوستان"، مطبوعہ انسٹی ٹیوٹ پریس؛ علی گڑہ، ۱۸٦۷ع - باریك کاغذ پر نسخ ٹائپ کا چھاپا، دو جلد ۱۳۰۴ صفحے، تقطیع $\frac{1}{4}$ ۹ x ٦ -

اور ملایا مین عربی ، فارسی ، پشتو ، ملائی اور خود هندستان مین سندهی کے لئے عام طور پر استعمال کیا جاتا هے ، اور یہ دعوے سے کہا جاسکتا هے کہ ان زبانون کا کوئی اخبار یا کوئی رساله یا کوئی کتاب لیتھو مین نہین چھاپی جاتی[18] ۔ اس کے ٹائپ روپون کی تعداد نستعلیق سے کم هوتی هے ، چنانچه جو ٹائپ حیدرآباد سنٹرل پریس نے تیار کیا اس کے ۱۰ پوائنٹ والے نسخ مین (علاوه اعراب و اوقاف کے) ۱۶۷ روپ ، ۱۲ پوائنٹ والے مین ۲۷۴ روپ ، ۱۶ پائنٹ والے مین ۳۴۶ روپ ، ۳۰ پوائنٹ والے مین ۴۰۰ روپ اور ۳۴ پوائنٹ والے مین ۳۰۶ روپ هوے هین[19] ۔ غالبا اسی آسانی کی وجه سے خود ایران نے اپنے ایجاد کرده نستعلیق کو خیر باد کهه کر اپنی طباعت مین کلیة نسخ کو رائج کردیا هے ۔ اگر اردو میں اس ٹائپ کو کتابون اور اخبارون کے لئے استعمال کرنا شروع کردیا گیا تو همارے اخبار اور کتابین زیاده تعداد مین چھپ سکین گی اور ان کی کارکردگی میں اضافه هوگا ؛ ساتھه هی لا محاله ان کی قیمت مین بهی بالاخر کمی هو جاے گی ، اور هماری زبان مسابقت کے دنگل مین کسی دوسری زبان سے پیچھے نه رهے گی ۔

(ٹ) بعض دوسرے ٹائپ ۔

علاوه نستعلیق اور نسخ ٹائپ کے ، دکن مین دو تین نئے ٹائپ بهی ایجاد هوے جن میں یه کوشش کی گئی که ٹائپ روپون کی تعداد مین نسخ سے بهی زیاده کمی هو جاے ۔ دار الطبع حکومت حیدرآباد نے خط عثمانی ایجاد کیا جس مین ٹائپ

۱۸ - هندستان میں نہایت اعلے معیار کی عربی کتابین لیتھو مین چھپتی هین ، مگر عربی ممالك مین انکی مانگ صرف اس لئے نہین که ان کا چھاپا مصری یا بیروتی ٹائپ کے مقابلے مین نہایت گرا هوا هوتا هے ۔

۱۹ - نمونه جات ٹائپ صفحه ۱۸ ۔

روپ (علاوہ اعراب و اوقاف کے) صرف ۱۱۴ هی رہ گئے۔ اس مین جو اصول مد نظر رکھا گیا وہ یہ کہ جہان تك ہو سکے حروف کی شکل لفظ کے ہر مقام پر ایك هی رہے اور بے کار شوشے وغیرہ حذف کر دئے جائین۔ مثلاً ع ہر جگہ ایك هی طرح لکھی جائے کہین ع نہ بنے، ہ لفظ کے درمیان مین ہو یا آخر مین اس کی شکل ایك هی رہے، م کا کسی دوسرے حرف سے اتصال ہو تو اس حرف میں بے کار شوشہ نہ لگایا جائے[20]۔

سنہ ۱۹٤۰ع مین جناب سجاد مرزا نے، جو اس وقت عثمانیہ ٹریننگ کالج کے پرنسپل تھے، جناب شیخ احمد حسین شاہ آبادی کی مدد سے اور صرف کثیر کے بعد اردو کا ''بنیادی ٹائپ،، ایجاد کیا اور اس کا فرما ٹائمز آف انڈیا پریس فاونڈری بمبئی مین ڈھلوایا۔ اس ٹائپ کی خصوصیات یہ هین کہ اس کے حرف مل کر بھی بڑی حد تك اپنی اصلی شکل پر قائم رہتے هین اور اونچے نیچے نہین ہوتے بلکہ ان کی کرسی ایك هی رهتی هے۔ اس کے جوڑ ایك هی کرسی پر ملتے هین اور ہر حالت مین یکسان ہوتے هین۔ اور سب سے بڑی بات یہ هے کہ (علاوہ اعداد، اوقاف اور اعراب کے) اس کے فرمے مین صرف ٦٨ ٹائپ روپ ہوتے هین۔ مثال کی طور پر پ کے لئے بجائے نسخ کے ۸ ٹائپ روپون کے صرف ایك (پ) ٹائپ روپ هے، خواہ وہ لفظ کے ابتدا مین آئے یا وسط مین یا آخر مین، اور یہی کیفیت پ، ت، ٹ، ث، ف، ک، گ، اس کے علاوہ، س، ش ص، ض، ق، ل، و، ی کے دو دو ٹائپ روپ اور باقی ماندہ حروف

۲۰ - نمونہ جات، ٹائپ صفحہ ۱۳، ۱۴، ۱٦ -

کے تین تین ٹائپ روپ هین ؛ صرف ن هی ایسا حرف هے جو بنیادی ٹائپ مین چار طرح چھاپا جاتا هے [۲۱] -

افسوس هے که باوجود ان آسانیون کے نه خط عثمانی مقبول هوا نه بنیادی ٹائپ - یه دونون ٹائپ زیاده تر سرخیون یا دعوتی کارڈون کی چھپائی مین استعمال هوتے هین اور بس. اس کی وجه یه معلوم هوتی هے که نسخ ٹائپ سے تو ایك بڑی حدتك نگاه مانوس هے مگر بنیادی ٹائپ میں جو تبدیلیان کی گئی هیں مثلا **چھٹی** مین ٹ کا ی کے وسط مین ملنا (**چھٹی**) یا **قلـم** مین آدھے ل کا م کے نیچے جا کر ملنا **قلـم** یا "**تـم**"، مین اسی طرح پوری **ت** کا م کے نیچے جا کر ملنا **تـم** اس سے آنکھون پر زور پڑتا هے اس لئے که جس جگه پهلا حرف ملتا هے وه دوسرے حرف کی مرکزی علامت نهین هوتی بلکه جوڑ کے بعد آنکھه کو اوپر اٹھانا پڑتا هے - یه کیفیت **د ، ڈ ، ذ ، ر ، ڑ ، ز ، ط ، ظ ، ف ، لـ** ، م وغیره کی بھی هے . علاوه ازین ایك حرف کو دوسرے حرف کے ساتھه ایك منحنی لکیر کے ذریعه ملانے کے بجاے موٹی لکیر سے ملایا جاتا هے جس کی وجه سے نگاه حرف کی بنیادی علامت پر نهین جمتی -

---

۲۱ - "اردو رسم خط"، فاؤنٹ مقابل صفحه ۲۴ ؛ مثالین مقابل صفحه ۲۵ واضح هو که بنیادی لپی مین ب ، پ ، ت ، اور اسی طرح کے دوسرے حرفون کے دو دو ٹکرے کردے گئے هین ؛ جوڑون کے لئے صرف پهلا ٹکڑا استعمال هوتا هے ، اور جب حرف لفظ کے آخر مین آئے تو اس مین دوسرے ٹکرے کا اضافه کردیا جاتا هے یهی وجه هے که ان حروف کے نقطے وسط مین نهین رکھے گئے ، بلکه هر حرف کے نصف اول کے اوپر یا نیچے رکھے گئے هین - مثال کے طور پر **بتاریخ ۸ رمضان المبارک ۷۶ ھ روز سه شنبه** .

بعض

بعض لوگون کا خیال ھے کہ بنیادی خط مین طویل تحریر پڑھنے سے سر مین درد ھوجاتا ھے؛ ممکن ھے کہ یہ محض ذھنی تحریك کا نتیجہ ھو، لیکن یہ بھی امکان ھے کہ ھر حرف کے بعد اگلے حرف کی مرکزی علامت ڈھونڈنے کی وجہ سے نگاہ پر زور پڑتا ھو اور اس کا اثر دماغ پر پڑتا ھو۔ بہرحال بنیادی رسم خط زیادہ مقبول نہین ھوا اور نہ مقبول ھونے کی امید ھے۔

(ث) مروجه خط کی خوبیان اور خرابیان۔

اردو زبان کے مروجه اور غیر مروجه ٹائپ کی شکلوں کے حسن و قبح پیش کردیے گئے؛ اب یہان ایك دوسرے پہلو سے اردو رسم خط کے افادی پہلو پر غور کرنا باقی ھے۔ یہ اوپر بیان کیا جاچکا ھے کہ گو ھماری زبان ھندستان کی ھر ریاست میں پھیلی ھوئی ھے، اور بعض ریاستون کے تو بڑے بڑے شہرون اور رقبون کی اکثریتی زبان ھے، تاھم سوائے کشمیر کے اسے کسی ریاست کی علاقائی زبان نہین قرار دیا گیا۔ ریاستی تنظیم کے بعد اقلیتی زبان والون کو اپنی مادری زبان مین صرف ابتدائی تعلیم کی ضمانت دی گئی ھے۔ ھمارے لئے تنازع للبقا دوسری زبانون سے زیادہ سخت ھے اس لئے کہ ملك بھر میں یہ اکثریت کی زبان ھو یا نہ ھو، اب تو ھر ریاست مین یہ اقلیت کی زبان بن گئی ھے، اور ان لوگون کو جن کی یہ مادری زبان ھے آیندہ قدم قدم پر رکاوٹین ھی رکاوٹین نظر آتی ھین۔ محض اس لئے کہ ھمارے دستور کے آٹھوین شیڈیول مین اس کا ذکر ھے یا ھندستان کے نوٹون پر اس زبان مین بھی نوٹون کی قیمت چھپی ھوئی ھے ھمین کسی قسم کی خود فریبی کا شکار نہین ھونا چاھئے۔ وہ شخص یا جماعت ھرگز دور اندیش نہین سمجھی جاسکتی جو خود اپنے نقائص کو نہ پہچانتی ھو اور

انھین دور کرنے کی کوشش نہ کرتی ہو ۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنی زبان کے تفرد کو قائم رکھین مگر اس کے ساتھ ھی ھمین یہ بھی سونچنا پڑے گا کہ اس کی توسیع بلکہ اس کی بقا کے راستے مین کیا کیا مشکلات اور دقتین حائل ھین اور اس کے رسم خط مین ایسی کونسی خرابیان ھین جن کی وجہ سے دوسرون مین کیا خود ھمارے ھی بچون اور بڑون مین اسے اتنی آسانی سے رواج نہین دیا جاسکتا جیسے دوسری زبانون کو رواج دیا جاسکتا ھے ۔ محض اصطلاحات کو آسان کرنے یا زبان مین پہلے سے زیادہ لوچ پیدا کرنے یا حکمیاتی اور دوسری کتابین لکھوانے سے اس وقت تک کام نہین چلے گا جب تک اس کے مروجہ رسم خط پر غائر نظر نہ ڈالی جائے اور اسے حقیقی اعتبار سے "جنتا لپی" نہ بنادیا جائے ۔

یہ ایک واقعہ ھے کہ جب تک کتابین ھاتھہ سے لکھی جاتی تھین اس وقت تک ھمارا نستعلیق ھی نہین بلکہ اس کی ایک اعتبار سے اصلاح شدہ صورت یعنی شکست کا بھی دوسرا کوئی خط مقابلہ نہین کرسکتا تھا، یہان تک کہ بعض خالص ھندی کتابین بھی اردو لپی ھی مین لکھی جاتی تھیں ۔[۲۲] اردو لپی میں صرف ۳۶ حروف ھین جن مین سے تین حروف علت ھین اور باقی ۳۲ میں سے دس عربی مخارج ادا کرنے کے لئے ھیں ، باقی ۱۹ حروف اور زبر ، زیر ، پیش سے تمام ھندی الفاظ لکھے جاسکتے ھین ۔ اس مین بھی شبہ نہین کہ اس رسم خط کو ایک نوع سے بین قومی مرتبہ حاصل ھے ، اس لئے کہ مراکو سے ملایا تک یہ پھیلا ھوا ھے

۲۲ - مثال کے لئے دیکھئے "اردو زبان اور اس کا رسم خط" مولفہ سید مسعود حسین رضوی ادیب ، صفحہ ۴۰ ۔

اور

اور اسے کم و بیش بیس کروڑ افراد اپنی اپنی مادری زبانون کے لئے استعمال کرتے هین۔ لیکن جن لوگون کو اپنے بچون کو اس رسم خط کے ذریعه سے اردو سکھانے کا تھوڑا بہت تجربه هے انهین اس بات کا اندازه هوگا که بچے کس دقت اور پریشانی سے یه ا، ب، ت، سیکھتے هین؛ اس کے برعکس انهین بچون کو جن کی مادری زبان اردو هے انهین کو کس آسانی سے تلنگی جیسی غیر مانوس لپی لکھنی پڑھنی آجاتی هے۔ باوجود سنیکتا کشرون کے اس لپی مین وه پیچیدگی نهین جو اردو رسم خط مین هے، اور جهان بچے انگریزی اور تلنگی چند هی دن مین پڑھنے لکھنے لگتے هین وهان مروجه اردو رسم خط پر عبور هونے کے لئے انهین هفتون بلکه مهینون درکار هوتے هین۔ اس کے کئی اسباب هین؛ اردو مین ایك هی لفظ چار چار پانچ پانچ طرح پڑھا جاسکتا هے اور تا وقتیکه کوئی شخص کسی لفظ سے پهلے سے واقف نه هو اسے صحیح طور پر ادا کرنا مشکل هوتا هے۔ اعراب تو لگائے هی نهین جاتے اور لگائے بھی جائین تو معروف اور مجهول کی پہچان آسان نه هوگی، اور بالکل صحیح تلفظ کا تو صرف اس وقت پته لگے گا جب اس لفظ کا پهلے سے علم هو۔ یهی وجه هے که نوآموزون کو اردو لکھنے اور پڑھنے کی حقیقی استعداد اس وقت تك نهیں هو سکتی جب تك ان کی لغت کافی ترقی نه کر جائے۔ محض حرف شناسی سے کوئی بھی اردو لکھه پڑھ نهیں سکتا۔

اس کے علاوه جیسا اوپر بھی اشاره کیا گیا هے، ایك ایك حرف کی دو دو تین تین شکلین هین۔ ب، پ، ت، ٹ، ث، کی تو آٹھ آٹھ شکلین ممکن هین اور ان میں سے بعض ایك دوسرے سے اتنی مغائر هین که ان میں سوائے نقطے کے کوئی تعلق نهین نظر آتا۔ بعض حرف لفظ کی ابتدا مین آئین تو ایك طرح، بیچ مین آئین

تو دوسری طرح ، آخر مین تیسری طرح ، اور غیر مد غم حالت مین چوتھی طرح لکھے جاتے ھین ۔ ایک ایک حرف کی کئی کئی شکلین ہونے کی وجھ سے حروف کے کم وبیش چار سو مجموعے بن گئے ھین جن پر نوآموز کو عبور آسان نہین ھوتا ۔ ہمین یہ بھی یاد رکھنا چاھیئے کہ چونکہ اردو رسم خط مین جو اعراب محذوف ھوتے ھین وہ زیادہ تر عربی ، فارسی اور ھندی الفاظ کو ادا کرنے کے لئے وضع کئے گئے تھے ، اس لئے اگر سائنس یا اعلی ادب کی کسی کتاب مین غیر مانوس اجنبی نام آئین تو انھین کسی اعتبار سے صحت کے ساتھہ اردو رسم خط مین ادا نہین کیا جا سکتا اور اس کے سوا کوئی چارہ کار نہین ھوتا کہ ھم ایسے نامون کو رومن رسم خط مین لکھین ۔ ھمارا نستعلیق رسم خط ھی نہین بلکہ نسخ بھی اس سے عاری ھے کہ غیر ملک کے کسی شہرت یافتہ شخص کا نام پوری نہین تو تھوڑی بہت صحت کے ساتھہ بھی ادا کرے ، اور ھم عربی یا فارسی زبان کی کوئی بھی معیاری کتاب اٹھا کر دیکھین تو اس مین یہ التزام دیکھین گے کہ جو بھی اجنبی اعلام آئین انھین خواہ نسخ مین لکھا جائے یا نہین ، رومن حروف مین ضرور لکھہ دیا جائے گا ۔

رومن حروف

یہی وہ دقتین ھین جن کے باعث بعض لوگون کا خیال ھے کہ تاوقتیکہ رومن حروف تھوڑی بہت ترمیم کے ساتھہ اردو مین رائج نہین کے جائین گے اردو کو وہ پھیلاؤ حاصل نہین ھوگا جو اس کے لئے ضروری ھے اور جس کی وہ مستحق ھے ۔ یون تو یہ تحریک تقریبا ڈیڑھ صدی سے برابر جاری ھے اور اس مدت مین اردو کو رومن قالب مین ڈالنے کی بہت سی کوششین کی گئی ھین ۔ اخبار ،

رسالے، کتابین اس رسم خط مین چھپی هین، آزادی سے پہلے هی نہین بلکہ آزادی کے بعد بھی اردو فوجیون کو جو لازمی مضمون کی طور پر سکھائی جاتی تھی وہ اسی رسم خط مین سکھائی جاتی تھی[۲۳]۔ خود قاضی عبد الغفار صاحب مرحوم سکرٹری انجمن ترقی اردو (هند) یہ چاهتے تھے کہ موجودہ اردو رسم خط کے ساتھہ ساتھہ رومن رسم خط کو بھی آهستہ آهستہ رواج دیا جائے۔ یہی محرکات تھے جن کی وجہ سے سنہ ۱۹۵۰ع مین انجمن ترقی اردو (حیدر آباد) نے ایک کمیٹی اس غرض سے بنائی کہ رومن لپی مین اِدھر اُدھر ترمیم کرے اور اردو تلفظ کے لئے صحیح علامات کی ایک اسکیم مرتب کرے۔ جو اسکیم آخر کار مرتب ہوئی اس کی تمہید میں جناب حبیب الرحمن معتمد انجمن لکھتے هین :۔

" اردو زبان کا اصلی اور مستقل رسم خط تو وهی هے اور رهے گا جو ابتدا سے چلا آرها هے، لیکن ساتھہ هی یہ واقعہ بھی هے کہ دیس کے اندر ایک بڑی تعداد ان لوگون کی هے جو دلچسپی کے باوجود اجنبی رسم خط کے باعث اردو سے ناواقف رهے هین۔ اگر هم اپنی زبان ان تک پہنچانا چاهین تو اس اردو رسم خط کے ذریعہ نہین پہنچا سکتے۔ ان لوگون کے لئے رومن لکھاوٹ زیادہ موزون اور سهل ثابت هوگی .... آبادی کے ایسے تمام طبقون مین اردو زبان اور لٹریچر کو مقبول بنانے کے لئے رومن لکھاوٹ کا استعمال

۲۳- دیکھئے

C.L. Vasudeva, Alphabetical Charts for Army Instructors 1949.

C.L. Vasudeva, Hindustani for Indian Army Recruits Test, Book. I

یہ دونون کتابین ۱۹۴۹ء مین چھپی هین اور جنرل کاریاپا کے نام پر معنون هین۔

ناگزیر ھے - مزید بران جو غیر ملکی اشخاص ھندوستان کی عام بول چال کی زبان یعنی اردو سیکھنا چاھین ان کے لئے بھی آسانی اس مین ھے کہ انہین رومن حرفون مین یہ زبان سکھائی جائے کیونکہ وہ پہلے سے ان حرفون کو جانتے ھین اورنئے حروف سیکھے بغیر اپنی ساری توجہ صرف یہ زبان سیکھنے پر صرف کرسکتے ھین - بہر حال خاص خاص اغراض کے لئے رومن رسم خط کو اپنانے مین نہ صرف یہ کہ کوئی قباحت نہین ھے بلکہ وہ اردو زبان کو پھیلانے کے طریقون مین سے ایک اہم طریقہ ھے -،، [۲۴]

اس اقتباس سے دو باتین ظاھر ھوتی ھین - ایک تو یہ ھے کہ گو موجودہ رسم خط کو انجمن ترقی اردو حیدر آباد کی تائید حاصل ھے تاھم وہ اس رسم خط کو دقت طلب تصور کرتی ھے اور اس کے مقابل رومن رسم خط کو نسبتاً آسان سمجھتی ھے - دوسرے اس کی دانست مین اردو زبان کے توسیع کے اغراض کے لئے یہ ضروری ھے کہ اردو مخارج اور اس کی ھیئت کو مد نظر رکھہ کر رومن اردو رسم خط ترتیب دیا جائے تاکہ « اردو زبان کی جتنی کتابین رومن حروف مین شائع ھون وہ اس معیاری رسم خط کے مطابق شائع ھونے لگین » [۲۵]

یہان ظاھر کرنا ضروری ھے کہ جو رسم خط دنیا کی کم وبیش ساٹھہ زبانون نے اپنا لیا ھے اور جس کے ذریعہ سے ان تمام زبانون کے مخارج صحت کے ساتھہ

۲۴ - "اردو کے لئے رومن رسم خط ،، ، شائع کردہ انجمن ترقی اردو حیدر آباد ، ۱۹۵۰ ء صفحہ ۱ و ۲ -

۲۵ - ایضا صفحہ ۴ -

ادا ہوجاتے ہین وہ قدیم لاتینی رسم خط نہین بلکہ اس کی ایک ارتقا شدہ شکل ہے۔ پندرھوین صدی تک قدیم لاتینی رسم خط مین بہت کچھ تبدیلی ہوگئی تھی؛ اس مین نقطون کا اضافہ ہو گیا تھا، اوقاف قرات بھی ایک حد معین ہو چکے تھے، لیکن اس نے جو شکل اختیار کرلی تھی وہ «قوطی» رسم خط تھا جو اردو نستعلیق کی طرح نوک پلک کی بہتات کے باعث نہایت پیچیدہ بن گیا تھا۔ جب یورپ مین چھاپے کا رواج ہوا تو یہ ناممکن ہو گیا کہ اس کی اعلی صنعت کاری کو لوہے یا سیسے کی حرکت پذیر حروف مین مقید کیا جا سکے۔ یہی وہ مجبوری تھی جس کی وجہ سے دو طرح کے سادہ حروف کی ایجاد ہوئی ایک کھڑے حروف جنھین "رومن" کہنے لگے اور دوسرے ترچھے حروف جنھین "اٹالک" یا اطالوی کا نام دیا گیا۔ ان حروف کے اختراع کا سہرا اٹلی کے ایک باشندے کے سر ہے جس کا نام نکولو نکولی تھا دنیا کی ان زبانون کو جنھون نے اس کے ایجاد کردہ سیدھے سادھے رومن حروف کو نکالا ہے اس کا ہمیشہ مرہون منت رہنا چاہئیے اس لئے کہ اگر نوک پلک والے قوطی حروف قائم رہتے تو طباعت کو بہت کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا، جس سے شاید ان زبانون کی ترقی رُک جاتی۔[۲۶]

۲۶ - "قوطی" یا Gothic حروف وھی ھین جن میں انگریزی زبان کے اکثر اخبارون کے نام پہلے صفحے پر چھپتے ھین - نکولو نکولی کی اختراع کے لئے دیکھئے Encyclopaedia Brittanica جلد ۱۸ صفحہ ۵۰۸ - نئے چین مین یہ تحریک بڑے زور سے پھیل رھی ھے کہ چینی زبان کے لئے رومن خط کا استعمال شروع کیا جائے دیکھئے لندن ٹائمز کا مضمون Simon, New Official Chinese Latin Script لندن سنہ ۱۹۴۲ء نیز دیکھئے Chinese Language in Latin Script جسے اسٹیٹسمین، نئی دھلی نے ٦ مئی سنہ ١٩٥٦ کو نقل کیا ھے -

همین یاد رکھنا چاهئے کہ جو لوگ رومن حروف کو اردو میں رواج دینے کے حامی هین انهین انگریزی مخارج سے کوئی سروکار نہین - رومن رسم خط مین یہ لچك پائی جاتی هے کہ جو قوم اسے اختیار کرتی هے وہ اس کا بن جاتا هے - فرانس میں فرانسیسی ، انگلستان میں انگریزی ، ویلز میں ویلزی ، جرمن میں جرمنی ، اٹلی میں اطالوی کہلایا جاتا هے ، اورجب وہ هنگری ، ترکی اور انڈونیشیا پہنچتا هےتو اس میں چند شوشون اوراشارون کی مدد سےان ملکون کی خالص غیر یوروپی زبانون کے مخرجون اور آوازون کو ظاهر کرنے کی بهی پوری صلاحیت پیدا هو جاتی هے یہ استدلال سراسر غلط هے کہ اردو مین رومن حروف رائج کئے جائین تو لامحالہ انگریزی تلفظ کا اتباع کرنا پڑے گا ؛ اس لئے کہ ساٹھ باسٹھ قومون نے رومن رسم خط اختیار کیا هے لیکن انگریزی کے علاوہ کسی دوسری زبان مین ایسا نهین هے کہ Put کا u تو پیش کی آواز دے اورBut کا u زبر کی آواز دے - انگریزی مین د اور ت کے مخارج کا پتہ نهیں اور d اور t اس زبان میں ڈ اور ٹ کو ظاهر کرتی هیں ، مگر اٹلی ، اسپین اور پرتگال مین یہ خالص د اور ت بن جاتی هیں - اسی طرح ch کا تلفظ انگریزی مین چ کا هے تو یہ فرانسیسی میں ش، جرمن اوراسکاچ میں خ ، اطالوی میں ك ، هوجاتا هے ، اور یہی وہ بست و کشاد هے جس کی وجہ سے یہ لپی هر زبان میں اورهر زبان اس لپی میں گو یا کهپ جاتی هے - یہ بالکل ایساهی هےکہ ج کی آوز حجاز میں ج کی اور مصر مین گ کی هو جاتی هے ، اور گو موجودہ عربی زبان کا مخرج اور منبع حجاز هے تاهم اس ملك کے باشندے ث کا تلفظ ت اور ق کا تلفظ گ کرتے هیں - هنگریون ، ترکوں اور انڈونیشیون نے جن رومن حروف کو اختیار کیا تو انهوں نے بعض حروف میں

چند علامتون کا اضافه کر کے انهیں اپنی زبان کے آوازوں کے لئے مقرر کرلیا۔ مثلا ترکون نے ج کے لئے c اور چ کے لئے ç رکھے، s س هی رهنے دیا، ش کے لئے اس کے نیچے ایك شوشا لگا کر اسے ş کردیا۔ اسی طرح g کو گ اور ğ کو غ کے لئے قرار دیا گیا۔ یه استدلال صحیح نهین که رومن رسم خط اختیار کرنے سے هماری زبان کے لب و لهجے مین فرق آجائے گا اس لئے که حروف اصولا اصوات کے تابع هوتے هین نه که اصوات حروف کے۔ هم اردو مین ص یا ط لکھتے هین تو اس کا تلفظ عربون کی طرح پر کرکے نهین کرتے اور جب "ما" کا لفظ لکھتے هین تو اس کا تلفظ ایرانیون کی طرح "مو" نهین کرتے۔ رومن حرف اردو مین رائج کئے جائین گے تو اس کی علامتیں خواه حروف صحیح هوں یا حروف علت، وه همارے تلفظ کو ادا کرین گے نه که انگریزی یا فرانسیسی تلفظ کو۔ رومن رسم خط اختیار کرنے سے نه ترکی زبان بگڑی نه ترکی مخارج نه ترکی لهجه، گو یه ضرور هے که چھاپے مین بجائے ٦٧١ ٹائپ روپ کے صرف ٣٤ بڑے اور اتنے هی چھوٹے حرف کے روپ ره گئے اور اعداد واوقاف ملا لئے جائین تو ترکی پریس کو صرف ١٠٠ شکلون سے واسطه ره جائیگا۔[٢٧] اگر ترك بڑے حروف هی ختم کردیتے (جیسا خود انگریزی کے ترقی پسند شعرا نے شروع کردیا هے) تو ٹائپ روپون کی تعداد اور غلطیوں کے امکانات اور بھی کم هو جاتے۔ جهان تك تحریر کا تعلق هے اس مین اتنی آسانی اور

---

٢٧ - اس عظیم الشان تبدیلی کا نمونه ترکی کتاب Tarih, IV مطبوعه Devlet Matbaasi استنبول، ١٩٣٤ع صفحه ٢٦٠ و ٢٦١ پر نظر آئے گا، جهان دونون طرح فا ونٹ ایك دوسرے کے مقابل دکھائے گئے هین۔

سادگی پیدا ہو گئی کہ چند ہی سال مین تعلیم یافتہ مردون اور عورتون کی تعداد کئی گنا بڑھ گئی - اگر ہم نے رومن حروف کو اپنے ضرورت کے لئے اپنایا تو اس کے ہرگز یہ معنی نہ ہون گے کہ ہم وہی تلفظ اختیار کریں جو انگریزی زبان کا ھے ؛ اس کے باعث نہ تو ہماری زبان کے تلفظ یا لھجے میں ذرا بھی فرق آئے گا نہ اردو کی لغت مین کسی نوع کی تبدیلی کی ضرورت ہو گی - ترکوں نے ابتدا مین یہ کوشش کی تھی کہ قدیم ترکی رسم خط کے ساتھ فارسی، عربی لفظون کو بھی اپنی زبان سے نکال دین، لیکن اس مین سخت ناکامی ہوئی اور آج بھی ان کتابون مین جو رسم خط کی تبدیلی کے بعد چھاپی گئی ھین بعض خالص عربی کے الفاظ ملتے ھیں- جیسے sihhat (صحت)، Ictima'i muavenet (اجتماعی معاونت)، devlet (دولت)، milli mudafaa (ملی مدافعه)، nizam nameh (نظام نامه)، islahat (اصلاحات)، inkilap (انقلاب)، istikalal harbi (استقلال حربی)، ticarat (تجارت)، cumhuriyet (جمهوریت)، وغیره - حقیقت یه ھے که بعض کتابون کا ایك ایك صفحه ۴۰، ۴۰، ۵۰، ۵۰ ایسے لفظون سے بھرا پڑا ھے - [۲۸]

۲۸ - یه چند الفاظ کتاب Tarih IV کی ورق گردانی کرتے ہوئے سامنے آ گئے- یه کتاب خود اتا ترك مرحوم کی نگرانی میں شائع ہوئی اور ۱۹۴۸ع مین جب راقم الحروف ترکی مین تھا تو وھان کے میٹرك کے نصاب مین شامل تھی - کتاب بے شمار عربی الفاظ سے بھری ہوئی ھے لیکن ھجے خالص صوتی اعتبار سے کئے گئے ھین - مثال کے طور پر، چونکه ترکی بول چال مین خ کی آواز ح کی ہوتی ھے اس لئے خ کے لئے کسی رومن حرف کی ضرورت نہین سمجھی گئی - اس طرح لفظ کے آخر مین ب آئے تو اس کا تلفظ پ کیا جاتا ھے اور ق ھمیشه ك کی آواز دیتا ھے - لیکن یه بات دلچسپی سے خالی نه ہو گی که قرآن مجید کو نئی ترکی مین چھاپا گیا تو اس مین یه التزام رکھا گیا که جتنے

رسم خط کی تبدیلی کی بنا پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ہزارہا کتابیں جواب تک لکھی جاچکی ہیں وہ بیکار اور رفتہ رفتہ مفقود ہوجائیں گی - پھر اردو رسم خط کے کل کتابی ذخیرے کو اردو میں منتقل کرنا محال ہے - [۲۹] اس اعتراض کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ کم سے کم فی الحال تو رومن رسم خط کو صرف سائنسی اور بلند پایہ چیدہ ادبی کتابون کے لئیے استعمال کرنے کی تجویز ہے ؛ "کل کتابی ذخیرے" کو کسی دوسرے رسم خط مین منتقل کرنے کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے - "کل کتابی ذخیرے" مین تو رطب و یابس ، اچھی بری سب ہی کتابیں آجائیں گی ، اور بعض ایسی بھی ہون گی جو نہ لکھی جاتیں تو اچھا ہوتا - جو تحریک ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ رومن کو بعض خاص اغراض کے لئیے اردو کا رسم خط قرار دیا جائے نہ یہ کہ موجودہ رسم خط کا بالکلیہ خاتمہ کردیا جائے - یہان ایک چشم دید واقعے کا ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا - اکثر اصحاب کو اس کا علم ہے کہ ترکی مین نسخ رسم خط کو سنہ ۱۹۲۴ع میں حکماً ختم کر دیا گیا اور چند ہی سال کے بعد اسے حرف غلط کی طرح نا بود کر دیا گیا ، بلکہ اس خوف سے کہ کہین نسخ دوبارہ عود نہ کرآئے خود عربی زبان کو بھی مدرسون سے نکال دیا گیا - نسخ کی جگہ "ینی ترکچہ" یعنی نئے ترکی خط کو جو رومن پر مبنی تھا حکماً رائج کردیا گیا - جولائی سنہ ۱۹۳۸ع مین راقم الحروف تین

= بھی عربی حروف ھین ان مین سے ہر ایک کے لئے جدا گانہ علامت ہو تا کہ قرأت میں کسی طرح کی غلطی کا امکان نہ ہو "ینی ترکچہ" یعنی نئے ترکی رسم خط کے لئے دیکھئے راقم الحروف کی کتاب "یورپ جنگ سے پہلے" باب ۳ (الف) صفحہ ۴۱ تا ۴۸ -

۲۹ - مسعود حسین رضوی ادیب ؛ "اردو زبان اور اس کا رسم خط" ، صفحہ ۶۳ -

هفته کے لئے استنبول گیا هوا تھا اور وهان کے یونیورسٹی کتاب خانے کو هر روز مطالعے کے لئے جاتا تھا؛ یونیورسٹی کی تعطیلیں تھین اور خیال تھا که مطالعه خانه مین زیاده بھیڑ نه هو گی - پہلے دن کتب خانه کھلنے سے پانچ منٹ بعد پہنچا تو دیکھتا هون که ایك ایك کرسی بھری هوئی هے اور نوعمر ترك اور ترکنین نسخ مین لکھی هوئی کتابون پر اپنی آنکھین جمائے بیٹھی هیں اور ان کتابون کو " نئے ترکی حروف "، مین منتقل کر رهی هین - پہلے دن مجھے بے نیل ومرام اپنے هوٹل واپس آنا پڑا اور دوسرے دن کتب خانه دار صاحب کی هدایت کے بموجب وقت سے پانچ منٹ پہلے هی پہنچ گیا تاکه کوئی ایك کرسی گھیر لوں - یه کیفیت میں نے استنبول کے اکثر بڑے بڑے کتب خانون مین دیکھی - پھر اهم ترکی کتابون پر کیا موقوف، ایسی غیر زبانوں کی کتابوں کو بھی، جیسے مثنوی مولانا روم هے، رومن حروف مین منتقل کردیا گیا هے اور نهایت دیده زیب طور پر چھپوادیا گیا هے - عربی زبان کے مخارج اور اصوات کے اظهار کے لئے نئی علامتین اور شوشے اختراع کئے گئے هین اور پورا عربی قرآن مجید نئے رسم خط مین چھپوایا گیا هے تاکه ترکون کو عربی رسم خط نه جاننے سے کسی قسم کی ذهنی تکلیف نه هو - اب بیس بائیس برس کے بعد جب رومن حروف کا ترکی زبان مین پوری طور پر امتزاج هو گیا اور قوم کو اپنی زبان کی حد تك عربی زبان کے احیاء کا خوف نهین رها تو مدارس مین عربی زبان کی تعلیم پھر شروع کردی گئی هے -

اردو کو رومن حروف کے سانچے مین ڈھالنے کے لئے متعدد اسکیمیں بنائی گئین - شاید سب سے مکمل اور ساین ٹی فك وه اسکیم هے جس پر لندن کی رایل اپشیاٹك سوسائٹی عمل کرتی هے اور جو عربی، فارسی، قدیم ترکی، اردو، پشتو،

سندھی، ملائی اور دوسری ایشیائی زبانون پر حاوی ھے۔ مگر یہ اسکیم بہت پیچیدہ ھے ڈاکٹر مسعود حسین خان نے، جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں اردو کے پروفیسر ھین اپنے کتابچہ Phonetic and Phonological of words in Urdu مین ایک حدتک اس اسکیم پر عمل کیا ھے [۳۰] ھمین تو صرف اردو کے لئے آسان سے آسان حروف اختراع کرنے پڑین گے اس لئے کہ موجودہ پیچیدگی کے بدل کے طور پر ایک دوسرا پیچیدہ خط اختیار کرنا کچھ بے معنی سا ہو جاتا ھے۔ ترکون نے سمجھ کر نکال دیا جن سے ترکی کے کسی مخرج کی ادائیگی نہیں ھوتی۔ جیسے ایسے حرفون کو بے ضرورت X، Y، Z، اور چ، غ وغیرہ کے لئے حروف علت پر چند علامتون کا اضافہ کردیا ھمیں۔ اپنے مخارج کے اعتبار سے ایسا ھی کرنا پڑے گا۔ خود انجمن ترقی اردو (حیدرآباد) نے سنہ ۱۹۵۰ع مین جو اسکیم مرتب کی تھی اس مین اس بات کا خاص خیال رکھا تھا کہ رومن اردو مین حروف کی شکلین کم سے کم ھون اور جہان تک ھو سکے کسی ایک مخرج کے لئے دو حرف استعمال نہ کئے جائین، چنانچہ ش کے لئے $\check{s}$، غ کے لئے $\check{g}$، ژ کے لئے $\check{z}$، ٹ کے لئے $\check{c}$، خ کے لئے x کی سفارش کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ اس مین اس بات پر بھی زور دیا تھا کہ ھمین مکمل اوقاف قرأت وضع کرنے چاھین اور ان کی سختی سے پابندی کرنی چاھئے، ورنہ عبارت کا مطلب بعض مرتبہ خبط ہوجاتا ھے۔ انجمن کو اس بات کا احساس تھا کہ یہ اسکیم حرف آخر نہین ھو سکتی

---

۳۰ - یہ کتابچہ ستمبر ۱۹۵۴ع مین علی گڈھ مین طبع ھوا ھے - اس مین منجملہ دوسری علامات کے زبر کے لئے الٹی e (ə) نون غنہ کے لئے محض (۸)، پیش کے لئے W، متحرک و کے لئے V اور ایسے ھی دوسرے تصرفات کی وجہ سے کافی پیچیدگی پیدا ھوگئی ھے -

اور اس نے ارباب اردو اور بعض ادارون سے اس کی بابت رائے طلب کی تھی ؛ اس کے بعد نہین معلوم کہ اس اسکیم کا کیا حشر ہوا اور کس کس مقام سے کتنی رائین آئیں ۔

سفارشون کا لب لباب

اس مضمون مین جو سفارشین کی گئی ہین ان کا لب لباب یہ ہے :۔

(۱) اردو زبان کی بقا کے لئے یہ لازم ہے کہ لیتھو کو فورا خیرباد کہا جائے اور اخبار ہون یا کتابیں ، کسی کو لیتھو مین طبع نہ کیا جائے ۔

(۲) اردو کے لئے دیوناگری لپی استعمال نہ کی جائے ۔

(۳) چھپوائی کے لئے نستعلیق نہایت پیچیدہ ثابت ہوگا اوو ٹائپ روپون کی تعداد کی وجہ سے اس مین بڑی دقت پیش آئے گی ، اس لئے اس کا خیال چھوڑ دیا جائے ۔

(۴) نسخ ٹائپ جو مرا کو سے ملایا تک پھیلا ہوا ہے اور جس مین ہمارے ذیلی براعظم مین سندھی اور پشتو کی کتابین، اخبار اور رسالے چھپے ہین اسے اردو کے لئے فوراً رواج دیا جائے ۔

(۵) سائنس اور اعلی ادب کی کتابون کی طباعت اصلاح شدہ اردو خط مین کی جائے اور اس کے لئے ایك متفقہ اسکیم مرتب کی جائے جسے کل ہند اساس پر ماہرون کی ایك کمیٹی تیار کرے ۔ نیز اردو کو بیرون ہند اور خود ہندستان کی مختلف ریاستون کے باشندون کو روشناس کرانے کے لئے اردو ادب کی چیدہ چیدہ کتابین اس اصلاح شدہ رومن اردو لپی مین منتقل کر کے طبع کرائی جائین ۔

باب - ۲ .

رومن لپی

——:o:——

(اس رسالے کے پہلے باب مین ہم نے اردو زبان کے لئے رومن لپی کو جزوی طور پر اختیار کرنے کے مسئلے کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اس باب مین یہ دکھانے کی کوشش کی جائے گی کہ کوئی رسم خط کسی زبان سے وابستہ نہین ہوتا، اور یہ ممکن ہے کہ صدیان گذرنے پر بھی زبان کا ڈھانچا ایک سا رہے مگر رسم خط مین ایک بار نہین بلکہ کئی مرتبہ تبدیلی ہو جائے۔ نیز رومن لپی کی خصوصیات اور پھیلاؤ پر بھی غور کیا جائیگا)

جب سے ہمارا ملك انگریزی زبان سے دوچار ہوا ہے اس وقت سے اردو زبان کے لئے رومن رسم خط اختیار کرنے کا مسئلہ اس زبان کے بولنے والون کے پیش نظر رہا ہے اور ہندستان وانگلستان کے باہمی تعلق کے گویا ابتدائی زمانے ہی سے اس کی ضرورت محسوس ہونے لگی ہے کہ پرانے اردو رسم خط کے ہوتے ہوئے اس زبان کو رومن حرفون کے سانچے مین بھی ڈھالا جائے تاکہ وہ غیر قومیں ہی نہین جو باہر سے ہندستان مین آئی ہین، بلکہ خود وہ ہندستانی بھی جن کی مادری زبانون کی لپیان اردو رسم خط سے مختلف ہین، ہماری زبان کو نسبتہً آسانی سے پڑھ لکھہ سکین ۔ اس سلسلے مین سب سے پہلے رومن حرفون کی ماہیت اور اس کے پھیلاؤ کے اسباب پر غور کرنا ضروری ہے ؛ اس کے بعد ہی یہ سوچا جا سکتا ہے کہ اردو کو رومن مین لکھنے کی تحریك کہان تك کامیاب ہوسکتی ہے ، اس کے عام طور پر اختیار کرنے میں کیا کیا رکاوٹین ہین اور آیندہ اس بارے مین کیا طرز عمل اختیار کرنا مناسب ہوگا ۔

رسم خط کے اسلوب مین تبدیلیان

ہر شخص کو اس کا علم ہوگا کہ کوئی خاص رسم خط کسی زبان کے ساتھہ وابستہ نہین ہوتا ، اور آج کل تو یہ خیال عام ہوتا جارہا ھے کہ وسط ایشیا سے لے کر مغربی ملکون تک جتنے بھی رسم خط ہین وہ سب ایک ھی اصل سے نکلے ہین۔ یہی نہین بلکہ ایک ھی رسم خط کی شکل وصورت امتداد زمانے سے ایسی بدل جاتی ھے کہ اگر کسی شخص کو اس زبان کے قدیم رسم خط سے واقفیت نہین تو وہ اس زبان کا کتناھی ماھر کیون نہ ھو یہ پرانی تحریر نہین پڑھ سکتا - مثلا عربی ھی کو لیجئے - عربی زبان کم از کم ادبی عربی مین پچھلے تیرہ چودہ سو سال سے کوئی بدیہی فرق نہین ہوا ، اور آج بھی وھی عربی لکھی پڑھی جاتی ھے جس کا معیار آج سے تقریبا چودہ سو برس پہلے خدا کے کلام کے ذریعہ قائم ہوا تھا - لیکن عربی زبان کے علما کے ان مراسلون کا پڑھنا جو رسول اکرم صلعم نے نجاشی والی حبش یا مقوقس والی مصر کے نام ارسال فرمائے ، اس وقت تک ناممکن ھے جب تک وہ اس زمانے کی تحریر کے اسلوب سے واقف نہ ہوجائین - اسی طرح زنجبار کی بعض مسجدون اور اسپین کی بعض عمارتون پر یہی عربی زبان کوفی رسم خط مین لکھی ملے گی اور بغیر اس اسلوب سے پوری واقفیت کے انہین پڑھنا تقریبا ناممکن ھے -[۲] چند سال پہلے حیدرآباد کے دفتر دیوانی، ملکی ومال

۱ - اس کے لئے دیکھئے منجملہ دوسری کتابوں کے Bodmar, The Loom of Language باب ۲ -

۲ - رسول اکرم صلعم نے جو مراسلہ مقوقس کے نام بھیجا اس کا چربہ سجاد مرزا صاحب کی کتاب " اردو رسم خط " کے صفحہ ٦ کے مقابل درج ھے - کوفی خط کے متعلق دیکھئے Encyclopaedia of Islam جلد ۱ ، صفحہ ۳۸۴ - ۲۸۵ -

کی

کی طرف سے شاہ جہان بادشاہ کے زمانے کے بعض کاغذات کے چربے اوران پر یاد داشتین ایک ضخیم کتاب کی شکل مین شائع ہوئی تھین جنھین ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب نے نہایت محنت اور جاں فشانی سے تیار کیا تھا ۳۔ اس کتاب مین جن تحریرون کے چربے شامل ہین وہ زیادہ سے زیادہ تین ساڑھے تین سو برس پرانے ہیں ؛ لیکن جن اصحاب نے اس کتاب پر نظر ڈالی ہو گی یا دفتر دیوانی مین اصلی تحریرین دیکھی ہوں گی انہیں یقینا محسوس ہوا ہوگا کہ آج کل کی فارسی املا اور اس زمانے کی فارسی لکھاوٹ میں زمین آسمان کا فرق ہے ۔ خود انگریزی کو لیجئے جس سے آج کل کے زمانے مین ہر پڑھا لکھا تھوڑا بہت واقف ہے ۔ جن اصحاب نے آج سے چار پانچ سو برس پہلے کے ان مراسلوں اور دستاویزون کو دیکھا ہے جو برٹش میوزیم اور لندن کے امپریل ریکارڈ آفس میں رکھے ہین وہ اس کی داد دین گے کہ اس چار پانچ سو برس میں انگریزی لکھاوٹ کا طرز بالکل بدل گیا ہے ۔ ان سے اور اسی قسم کی دوسری مثالون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بالفرض کسی زبان کا رسم خط اصلاً نہین بدلا تو بہی کسی ایک عہد کے رسم خط کے اسلوب مین امتداد زمانہ سے اتنا عظیم فرق ہو جاتا ہے کہ اس کے پڑھنے کے لئے خود اہل زبان کو اس کے حروف ہجا کا کسی مبتدی کی طرح مطالعہ کرنا پڑے گا ۔

لہجے مین اتار چڑھاؤ

ایک دوسری بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ کسی زبان کو ہو بہو صرف حرفون کے سانچے مین نہیں ڈھالا جاسکتا ۔ اصل مین ہم جب بات کرتے ہین تو الگ الگ حرف یا لفظ ادا نہین کرتے بلکہ ایک ایک ساتھ فقرے ادا کرتے ہین ،

۳ - Selected Documents of Shahjahan's Reign حیدر آباد ، سنہ ۱۹۵۰ع

اور مشکل سے کوئی ایسی زبان ہوگی جس کے بولنے مین اتار چڑھاؤ نہ ہوتا ہو۔ بعض زبانین تو ایسی مین جن مین جب تك لفظ کے ایك حصے پر زور نہ ڈالا جائے اس وقت تك اهل زبان کی بھی سمجھه مین نہین آسکتا کہ بات کرنے والے کا مقصد کیا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایك دفعه میری موجودگی مین ایك صاحب، جن کی مادری زبان انگریزی نہ تھی، کسی انگریز خاتون سے جوالا مکھی یا آتش فشان پہاڑ کا ذکر کرنا چاہتے تھے۔ انھون نے انگریزی لفظ Volcano اپنے ایك جملے مین استعمال کیا لیکن بجائے اس کے کہ وہ اس لفظ کے دوسرے حصے یعنی ca پر زور دیتے انھون نے پہلے حصے پر زور دیا، یعنی بجائے Volca'no کے انھون نے اس کا تلفظ Vo'lcano کیا۔ وہ برابر اسی غلط تلفظ کو دھرائے جاتے تھے اور خاتون ان کا منھه تك رهی تھین اور I beg your pardon, I beg your pardon کہے جاتی تھین۔ وہ بیچارے سخت حیران و پریشان تھے کہ مجھے تو بچپن مین استاد نے جوالا مکھی کے لئے یہی لفظ بتایا ہے، نہ معلوم یہ خاتون اسے کیوں نہین سمجھتین۔ جب دونوں بے حد زچ ہوئے تو انھون نے بات آگے کو چلانے کے لئے اور اپنا مفہوم سمجھانے کے لئے کہا کہ میرا مطلب اس پہاڑ سے ہے جس سے آگ نکلتی ہے۔ اب خاتون کو معلوم ہوا کہ وہ جس لفظ کو ادا کرنا چاہتے تھے وہ Volca'no ہے۔ اکثر انگریزی لفظون کے مفہوم مین لہجے کے اسی اتار چڑھاؤ سے تمیز ہوتی ہے، جیسے perfo'rm moun'tain, ma'son, awr'y وغیرہ، اور یہ ظاہر ہے کہ تلفظ کا یہ اهم جزو کہ لفظ کے کسی حصے پر کتنا زور دیا جائے اس کو معمولی تحریر مین ظاہر نہین کیا جاسکتا۔

اس

اس سے زیادہ مشکل آواز کے اس اتار چڑھاؤ کا اظہار ہے جس کو فقرے یا جملے کے کسی حصے پر اس کے حقیقی معنی ظاہر کرنے کے لئے کام مین لانا ضروری ہے - ہر فقرے یا جملے کے ادا کرنے مین کسی نہ کسی لفظ پر زور دیا جاتا ہے، اور جب یہ زور اس لفظ سے ہٹا دیا جائے تو اس کے معنی فی الفور بدل جاتے ہین - ذیل کے معمولی لفظون کے ایک فقرے سے اس تبدیلی کا اظہار ہو جائے گا ۔

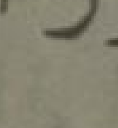
کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے؟	کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے؟
کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے؟	کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے؟
کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے؟	کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے؟ [۴]

اس سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ جب تک ہم فقرے کے سب سے اہم حصے پر اپنے لہجے کے اعتبار سے زور نہ دیں اس وقت تک فقرے کا صحیح مفہوم سمجھ مین نہین آئے گا- لیکن معمولی طور پر ہم اپنی تحریر مین اس کا التزام نہیں

۴- شاید باقی سب زبانوں سے چینی زبان کے معنی مطلب کا دارو مدار لہجے کے اتار چڑھاؤ پر ہوتا ہے- ہر شخص اس سے واقف ہے کہ چینی زبان حروف نہین بلکہ بنیادی لفظون پر بنی ہے - یہ تعداد مین ۴۲۰ ہین اور معنوں مین تنوع انہی ۴۲۰ آوازون کے جوڑ توڑ اور اتار چڑھاؤ سے ظاہر کیا جاتا ہے- مثلاً ai سورج ؛ Ywe = چاند ؛دونوں کو ملانے کی آواز کے معنی روشنی اسی طرح Che = سیدھا قدم ؛ Chu = الٹا قدم؛ دونوں کو ملایا تو چلنا ہو گیا- دیکھیے : Bodmer صفحہ ۴۲۶؛ نیز راقم الحروف کی کتاب « نشریات » مین « چین کا تمدن » کے عنوان سے جو باب ہے اس مین بھی چینی زبان کی ترکیب کا ذکر ہے،خصوصا صفحہ ۳۳ اور صفحہ ۳۴ پر لہجے کی اہمیت ظاہر کی گئی ہے -

کرتے کہ فقرے کے ایسے حصون کو کسی نشانی کے ذریعہ سے ممتاز کر دین جن مین اتار چڑھاؤ اور لہجہ بندی ضروری ھے، اور اس کے بغیر ھی ہم ہر فقرے کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کرتے ھین ۰

تصویر نگاری

اس مختصر بحث سے یہ مراد تھی کہ کسی خاص طرح کی تحریر زیادہ سے زیادہ ایک سطحی اور رسمی طریقے سے ہمارے مفہوم کو واضح کیا جاسکتا ھے۔ اسی طرح یہ ضروری نہین کہ کسی زبان کے لئے کوئی خاص لپی مخصوص ہو بلکہ سب سے بہتر لپی وھی ہوگی جس کے ذریعے ہم کسی زبان کا مفہوم دوسرون کے ذہن نشین کراسکیں ۔ حقیقت یہ ھے کہ جیسا جیسا زمانہ گذرتا جاتا ھے ویسے ھی دنیا کی زبانون کا عام رجحان یہ ہوتا جاتا ھے کہ لکھنے پڑھنے میں آسانی ہو اور اس کے لئے بجائے پیچیدہ تصویر نما یا نوک پلک والے حرفون کے محض آساں رسمی شکلین کافی سمجھی جارھی ھین ۔ ابتدا مین انسان صرف اپنی یاد پر بھروسہ کرتا تھا اور اگر اپنے حافظے کی مدد کے لئے کوئی نقش کھینچتا بھی تھا تو وہ محض تصویرین ہوتی تھین۔ آھستہ آھستہ انھی پیچیدہ تصویرون سے علامتیں بن گئیں مثلا آنکھہ اس کی تصویر  سے ظاہر ہوگی تو دو آنکھون کے معنی دیکھنے کے ہوجائیں گے ۔ اس لکھاوٹ کی بہترین مثال قدیم مصر سے ملتی ھے ۔ مصری زبان مین بیل کو « الف » کہتے تھے اور اس کے اظہار کے لئے بیل کا سر  بنادیا جاتا تھا ۔ امتداد زمانہ سے یہ محض  یا  ہوگیا جو ھجائی ارتقا کے بعد  بن گیا اور یہی وہ علامت ھے جو برھمی  یا K کے واسطے

سے سنسکرت अ اور ذرا پلٹ کر یونانی اور لاتینی مین A بن جاتی ھے۔ ٥
اس تبدیلی مین ایک بات خاص طور پر قابل لحاظ ھے، وہ یہ کہ بجائے پیچیدہ نوک پلک والی بڑی بڑی علامتون کے حروف تہجی کے لئے یہ کافی سمجھا گیا کہ وہ آسان ھون خواہ بظاھر ان مین کوئی خاص مفہوم چھپا ھوا ھو یا نہ ھو۔ خود مصری تصویر دار حرفون کی جگہ سادہ علامتین استعمال کی جانے لگین اور قدیم ایرانی میخی حرف بہت جلد بیکار اور پیچیدہ سمجھ کر خارج کردئے گئے ٦۔

رومن رسم خط کا آغاز اور اس کا پھیلاؤ

کسی رسم خط یا لکھاوٹ کی تعریف زیادہ سے زیادہ یہ کی جاسکتی ھے کہ یہ لکھنے کا وہ طریقہ ھے جسے کسی خاص زبان والے اس زبان کیلئے سب سے آسان یا مفید سمجھتے ھون اور جسے یا تو خود انھون نے ایجاد کیا ھو ورنہ کسی دوسری زبان کی لکھاوٹ مین اپنے حسب حال ترمیمین کر کے اپنی زبان کو اس سانچے مین ڈھال لیا ھو۔ رسم خط کے اعتبار سے سریانی اور فنیق، یونانی اور لاتینی کے ڈانڈے مل جاتے ھین، یہان تک کہ یونانی زبان کے حروف تہجی کی ترتیب تقریبا وھی ھے جو عبرانی حروف اور عربی ابجد کی ھے۔

رومن رسم خط اصل مین یونانی رسم خط کی ارتقا شدہ شکل ھے۔ اس رسم

٥۔ Bodmer، باب ١؛ Encyclopaedia Brittanica جلد ١، صفحہ ٦٧٧ وغیرہ۔

٦۔ قدیم مصری حروف کے لئے دیکھئے، ایضا جلد ١ صفحہ ٦٧٩؛ میخی حروف کے لئے Bodmer باب ١ میخی حروف کی مثالین :— = تو؛ = جا؛ دیکھئے Encyclopaedia Brittanica جلد ١ صفحہ ٦٧٩ وغیرہ۔

خط مین جو اس وقت پانچوں براعظموں مین پھیلا ہوا ھے، اصل میں صرف ۲۳ حرف تھے اور یہ اس طرح کہ i کو صحیح اور علت دونون کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اور یہی کیفیت v کی تھی۔ آگے چل کر i کی دو شکلین ہو گئین؛ اسے حرف علت کے طور پر حسب حال قایم رکھا گیا اور حرف صحیح کے لئے اسی کو ذرا بڑھا کر j کر دیا گیا۔ اسی طرح v حرف صحیح ہو کر رہ گیا اور اس سے حرکت کا کام لیتے تو اسے ذرا گول کرکے u لکھتے۔ اس کے بعد جب رومن رسم خط کو ایسی زبانون کے لئے استعمال کیا جانے لگا جن مین v کی آواز اتنی سخت نہ تھی جتنی رومن میں، اور اس کا مخرج بجائے دانت اور ہونٹ کے محض دونون ہونٹون سے نکالنا منظور ہوا تو اس کے لئے v کو دھرا کرکے ایک نئی علامت بنائی گئی جسے انگریزی مین Double u اور فرانسیسی مین اب تک Double v کہتے ہین۔

اس مثال سے رومن رسم خط کے بست و کشاد کا اندازہ ہو جائے گا، اور اس رسم خط کی یہی لچک ھے جس کی وجہ سے یہ دنیا کے گوشے گوشے مین پھیلا ہوا ھے۔ وہ ملک جن کی زبانین رومن حرفون میں لکھی جاتی ہین ان کی تعداد ۵۵ سے زیادہ ھے جن مین یورپ کے ۲۵، امریکہ کے ۲۲، افریقہ کے ۴ یا ۵، آسٹریلیا کے ۳ اور ایشیا کا ایک ملک شامل ھے، اور ان ملکون کی آبادی ۸۰ کروڑ تک پہونچتی ھے۔ ان کے علاوہ ایسے ملک بھی ہین جن کے باشندون کی مادری زبان تو رومن حرفوں مین نہین لکھی جاتی لیکن جہاں کی سرکاری زبانین اسی

رسم خط مین لکھی جاتی ھین۔ ان ملکون کی آبادی بھی چھپن کروڑ سے کم نہین، ۷ ھم جانتے ھین کہ دنیا کی مجموعی آبادی دو ارب سے ذرا زیادہ ھے اور اس سے اندازہ ھو جائیگا کہ جو زبانین رومن حروف مین لکھی جاتی ھین وہ اس پوری آبادی کے نصف مین پھیلی ھوئی ھین۔

یہ ایک واقعہ ھے کہ سوائے سوویٹ روس کے بعض علاقون کے، ۸ جن جن

۷۔ مختلف بر اعظموں کے جن باشندوں کی مادری زبانین رومن حروف میں لکھی جاتی ھیں ان کی تعداد:۔

یورپ	۳۲۶۵ کروڑ	امریکہ	۲۷۶۵ کروڑ
آسٹریلیا (مع اندونیشیا)	۸۶۵ »	ایشیا	۲ »
افریقہ	۶۵ »	میزان	۱۷ »

حسب ذیل ملکوں کی سرکاری زبانین رومن حروف مین لکھی جاتی ھین حالانکہ ان کی مادری زبانوں کے لئے دوسری لپیاں ھین:۔

ایشیا	۴۳۶۵ کروڑ	افریقہ	۱۲ کروڑ
اوشینیا	۶۵ »	میزان	۵۶ »

۸۔ سوویٹ روس کے ان سب جمھوریوں نے جن مین فارسی یا ترکی رائج ھے، رومن خط سنہ ۲۷۔۱۹۲۰ع مین اختیار کر لیا، لیکن شاید سیاسی کیفیتوں سے مجبور ھو کر سنہ ۱۹۳۶ع مین سب کو ایک ساتھ روسی رسم خط (جو رومن سے بہت زیادہ پیچیدہ ھے) اختیار کرنا پڑا۔ روسی رسم خط ایک حد تک رومن کی طرح یونانی لپی پر بنی ھے لیکن اس مین ۲۴ کی بجائے ۳۵ حرف ھین۔ بعض حرف ایسے بھی ھین جن کی شکل تو ھو بھو کسی رومن حرف کی ھے لیکن تلفظ بالکل جداگانہ ھے۔ جیسے B کا تلفظ واؤ کا ھے، P کا تلفظ، ر کا ھے اور H کا تلفظ ن کا ھے۔ بعض حرف ھمارے لئے بالکل نئے ھین، جیسے Г = ج، Ж = ژ، Ч = چ وغیرہ۔ ایک خاص بات اس رسم خط مین یہ ھے کہ ۳۵ مین سے ۳۱ حرف ایسے ھین جن مین بڑے اور چھوٹے حرفوں کی شکل بالکل ایک ھے صرف جسامت میں فرق ھے۔ سنہ ۱۹۴۹ع کے اواخر میں راقم الحروف نے دھلی کے روسی سفارت خانے سے دریافت کیا تھا کہ اس وقت وسطی ایشیا کی ھجائی صورت حال کیا ھے۔ سفارت خانے کی سکرٹری میڈم ارزینا کا جواب آیا کہ =

ملکون نے اپنی اپنی زبانیں رومن لپی مین ڈھال لی ھیں انھون نے اسے کبھی بدلنے کی کوشش نہین کی اور اس رسم خط کو اتنا اپنا لیا کہ اسے بجائے رومن کے انگریزی، فرانسیسی، اطالوی، ترکی، اندونیشی وغیرہ کہنے لگے۔ لسانیاتی ماھرون کا خیال ھے کہ اس رسم خط کے استحکام کا یہ عالم ھے کہ ڈھائی ہزار سال پہلے سے آج تك یہ ایك ھی شکل میں قایم ھے۔ روما کے تفوق کے ساتھہ یہ اس کی سلطنت کے تھوڑی سی تبدیلی کیساتھہ بیشتر حصون میں پھیل گیا اور بعض ملکون جیسے اٹلی، فرانس اور اسپین کی زبانون پر تو اس کا اتنا اثر پڑا کہ یہ رومانی زبانین کہلانے لگین اور انھون نے فی الفور اسے اختیار کر لیا؛ لیکن بعض زبانین مثلا برطانوی، کلٹی اور اسکینڈی نیویائی زبانین ایسی تھین جنھون نے چھٹی صدی عیسوی تك اسے اختیار نہین کیا۔ اس کے بعد رومن حروف کی تحریك تیزی کے ساتھہ پھیلتی گئی یہان تك کہ گیارھوین صدی میں دور دراز آئس لینڈ نے بھی اپنے پرانے رونك حروف کی جگہ رومن رسم خط کو اپنے یہان رائج کر لیا۔ ۹ پچھلے چالیس پچاس برس مین

سنہ ۱۹۲۰ تا ۱۹۲۷ع میں وسطی ایشیا کے ان جمھوریون نے جنکی زبانون کے حرف نسبۃ زیادہ پیچیدہ تھے رومن لپی اختیار کر لی تھی، لیکن چند سال بعد انھون نے «اپنی مرضی سے» روسی رسم خط اختیار کر لیا۔ میڈم ارزینا نے اس تبدیلی کا جو سبب بتایا ھے وہ بہت دلچسپ ھے، اور اسے خود ان کے لفظون ھی میں بیان کرنا مناسب ھے۔ فرماتی ھیں۔ =

"The main reason for acceptance of the Russian script was that it enables the peo-ple of non-Russian nationalities to learn the Russian language and to be more acqua-inted with all the values of the Russian culture which is rightly considered the most advanced and the most developed among the culture of other republics."

۹۔ رونك لپی مین صرف ۱٦ حرف تھے؛ اور یہ بات ھماری دلچسپی کا باعث ھے کہ ان حرفوں کا تعلق فنیقی رسم خط سے تھا جو خالص سامی حرف تھے اور جو عبرانی اور عربی سے ملتے جلتے دیکھئے Wheaton, History of the Northmen جس کا اقتباس Historians' History of the World جلد ۲۱ صفحہ ۱۳۱ پر دیا ھوا ھے

جرمنی نے بھی اپنی سائنسی اور حکمیاتی فکر کی کتابون کے لئے قوطی حرفون کے بجائے (جو اصل مین رومن حرفوں ھی کی پیچیدہ شکلیں ھیں اور جن مین ھمارے نستعلیق رسم خط کی طرح نوک پلک کا خاص خیال رکھا جاتا ھے) سادہ رومن حرف اختیار کر لئے ھیں، اور شاید وہ دن زیادہ دور نہین کہ قوطی حرف ایک قصہ ماضیہ بن کر رہ جائین۔

رومن رسم خط کی خصوصیات

اب سوچنے کی بات یہ ھے کہ آخر رومن لپی مین وہ کیا خصوصیتین ھین جن کی وجہ سے یہ شمال و مغرب مین آئس لینڈ اور جنوب و مشرق میں اندونیشیا تک پھیل گئی ھے۔ اگر ھم اس لپی کا ھندستان کی دو لپیوں یعنی ھندی اور اردو سے مقابلہ کرین تو بھتر ھوگا۔ دیوناگری رسم خط کے برخلاف رومن حروف اصلاً متحرک نھین بلکہ ساکن ھین، چنانچہ آواز کے ادغام کی وجہ سے رومن حروف کو مدغم کرنے کے لئے انکی شکل بدلنے کی ضرورت پیش نھین آتی۔ دیوناگری لپی مین جس حرف کو ساکن کرنا مقصود ھو یا تو اس کے نیچے سکون کی علامت لگانا پڑے گی جو ایک طرح سے معیوب سمجھی جاتی ھے، ورنہ پھر سن یکتا کشر کے اصول پر ساکن حرف کے ایک حصے کو، جو زیادہ تر حرکت کی اندرونی علامت یعنی سیدھی لکیر پر مشتمل ھوتا ھے، گرا دینا پڑے گا۔ مثال کے طور پر لفظ «ھندستاں» کو لیجئے۔ اس کی صحیح املا हिन्दुस्तान ھے۔ اس مین न اور स دونون کی حرکت کی علامت کو گرا کر باقی ماندہ شوشے اگلے حرفون یعنی द اور त کے ساتھ ملانے پڑھیں تاکہ زبر کی آواز ساقط ھو جائے، اس لئے کہ اگر علامت کو نہ گرایا گیا اور پورے پورے حرف لکھے گئے تو اس کی املا हिनदुसतान ھوگی۔

اور تلفظ ھسَن دُ سَ تانَ ہو جائے گا - بعض دفعه تو تین تین حرفون کو ایك دوسرے ساتھه مدغم کرنا پڑتا ھے جس کی وجه سے پیچیدگی اور بھی بڑھجاتی ھے - ایك تباین رومن رسم خط اور دیوناگری رسم خط کے درمیان یه بھی ھے که دیوناگری رسم خط مین نفسی یا ترخیم شده حرفون کے لئے اصل حرفون سے مختلف شکلین ھوتی ھین جس سے مبتدی کو کافی دقت ھوتی ھے - مثلا ساده ب ब کی شکل ایك ھے اور اگر بھ لکھا جائے تو اس کی صورت भ بالکل بدل جاتی ھے [11] - ملے جلے حروف کا مسئله اردو رسم خط مین ایك حدتك ھندی سے بھی زیاده پیچیده ھے اس لئے که یہان بعض حروف کی شکلین لفظ مین حرف کے مقام کے ساتھه بدلتی رھتی ھین یعنی اگر حرف لفظ کی ابتدا مین آئے تو اس کی شکل ایك ھوتی ھے، بیچ مین آئے تو دوسری اور آخر مین آئے تو تیسری - یه پیچیدگی لوھے کے چھاپے مین بہت زیاده عیاں ھوجاتی ھے - لوھے کے ٹائپ مین ۲۴ پائنٹ نستعلیق کے لئے، علاوہ اعراب علامات اوراعداد کے، یعنی صرف حروف کی حدتك ۶۵۹ شکلیں درکار ھیں، اور ان کے ھر اکہرے مجموعے یا فاؤنٹ کا وزن ½۲ من ھو گا!! اسی ناپ کے نسخ ٹائپ کے لئے ۲۷۸ شکلین، حیدرآباد کے سرکاری مطبع کے ایجاد کرده خط عثمانی کے لئے ۹۰ شکلین، اور جناب سجاد مرزا کے بنیادی ٹائپ کے لئے ۷۹ شکلون کی ضوورت پڑے گی - اس کے برعکس نئے ترکی رسم خط کے لئے، جو ترکی ضروریات کے اعتبار سے اصلاح شده رومن ھے، اصل میں صرف ۲۵ شکلون کی ضرورت تھی، لیکن چونکه انھون نے کیپٹل حروف کو بھی رواج

۱۱ - دیوناگری مین ایسے سن یکتا کشرون کی شکلین پانچ سو کے قریب ھین

۱۲ - اسی طرح ملاحظه ھو क اور ख ؛ ग اور घ ؛ च اور छ ؛ ज اور झ وغیرہ

دیا ھے اس لئے ٹائپ کی شکلون کی تعداد دوگنی سمجھنی چاھئے ۔ اگر یہ اصول ٹھیک ھے کہ ” ٹائپ سازی مین حروف کی پائیداری، حروف اور جوڑون کی تعداد مین کمی، کمپازیٹر کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولت کا فراھم ہونا، کم سے کم جگہ مین زیادہ سے زیادہ مضمون کا کمپوز ھونا اور سیسے کے کم سے کم استعمال “، کو پیش نظر رکھا جائے تو پھر رومن ٹائپ حرف آخر سمجھنا چاھئے اس لئے کہ اس مین یہ سب خصوصیتین پائی جاتی ہین [۱۲]۔

صوتیاتی اصول

اوپر عرض کیا جا چکا ھے کہ اس وقت کم و بیش ۵۵ ایسی زبانین ھین جو رومن حروف مین لکھی جاتی ہین، اور یہ زبانین تمام اقلیمون مین پھیلی ہوئی ہین اور ان کے مخرج بھی جدا جدا ہین ۔ اس سے معلوم ہوا کہ رومن رسم خط مین اس کی کامل صلاحیت ھے کہ اِدھر اُدھر تھوڑی بہت ترمیم کرکے ہر زبانؔ کے صحیح اور علتی حروف کے مخرج ادا ھو سکین ۔ اس مین شبہ نہین کہ بعض ایسی زبانین ھین جو رومن حرفون مین لکھی جاتی ھیں لیکن امتداد زمانہ سے ان کے صوتیاتی اصول سے حرفون کی آواز کو کافی گریز ھو گیا ھے ۔ انگریزی کو لیجئے؛ اس زبان کے ھجون اور تلفظ سے زیادہ بے اصولی شکل سے کسی زبان مین دیکھنے مین آ سکتی ھے۔ انگریزی مین حرف u سے زبر کی آواز بھی نکلتی ھے جیسے but ، زیر کی بھی جیسے busy اور پیش کی بھی جیسے put ؛ اسی طرح gh کبھی گھ، ھو

۱۲ ۔ دیکھئے «نمونہ جات ٹائپ» ایجاد کردہ سررشتہ طباعت سرکار عالی حیدر آباد دکن ؛ نیز «اردو رسم خط» ص ۲۴ ۔

جاتا ھے جیسے ghoul کبھی گ کی آواز دیتا ھے جیسے ghost کبھی ف کی آواز دیتا ھے جیسے cough کبھی کوئی آواز نہین دیتا' جیسے bough ؛ مگر یہ رومن لپی کا قصور نہین بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ھے کہ ابتدا مین تو انگریزی زبان کے لئے رومن حرفون کو اختیار کرتے وقت خالص صوتیاتی اصول کو پیش رکھا گیا تھا ، یعنی ہر آواز کیلئے ایک ھی حرف کافی سمجھا گیا تھا ، لیکن یہ بنیاد قائم نہین رھی اور اب تو انگریزی زبان کے ہجے مین کسی قسم کا اصول ھی باقی نہین رھا[۱۳] - لیکن یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ رومن حروف کی روش ہرزبان مین انگریزی کی طرح غیر معین ھے - ہرزبان مین رومن حرفون کی آوازین اس زبان کے اصول کے مطابق معین کی گئی ھین یہان تک کہ دوسری زبانون مین جاکر رومن حروف رومن نہین رھتے بلکہ انگریزی' فرانسیسی ، اطالوی یا ترکی بن جاتے ھیں ' اور اگر کسی زبان مین ایسی کوئی آوازیں ھیں جو بنیادی رومن لپی مین نہین پائی جاتین تو تھوڑے سے تصرف کے بعد ان ھی حروف مین یہ آوازین پیدا کی جاسکتی ھیں - مثال کے طور پر چ کے تلفظ کو لیجئے جو بنیادی رومن مین نہین پایا جاتا - جب مختلف زبانین جن مین یہ تلفظ عام تھا رومن سانچے مین ڈھالی گئیں تو ہر ایک میں یہ آواز مختلف طرز سے پیدا کی گئی اور اس کے لئے مرکبات ایجاد کئے گئے - مثلا اس آواز کے لئے انگریزی مین ch فرانسیسی میں tch اطالوی مین ci اور ترکی مین ç مقرر کی گئی - یہی کیفیت

۱۳ - ہر شخص کو علم ھے کہ انگریز اصول پرست نہین ہوتے بلکہ موقع محل کے اعتبار سے عمل کرتے ھین - اس عادت کا اظہار اس بات سے ہوتا ھے کہ انگلستان ھی ایسا ملک ھے جس مین یہان کے سیاسی دستور کو تحریر میں نہین لایا گیا ؛ یہی وجہ ھے کہ یہان کا دستور بھول بھلیون مین گویا پھنس کر رہ گیا ھے -

حروف علت کی ھے، اور سوائے انگریزی کے باقی تقریبا ہر زبان مین ان حرفون کا تعین ایك بڑی حدتك تلفظ کے اعتبار سے کیا گیا ھے مثلا فرانسیسی مین ai کی آواز تقریبا ہمیشہ ए کی اور au کی آواز ओ کی ہوگی۔ یوروپی زبانون میں نون غنہ زیادہ تر دو زبانون یعنی فرانسیسی اور پرتگیز مین آتا ھے۔ پرتگیز میں اس آواز کا اظہار حرف علت پر ایك مد لگانے سے کیا جاتا ھے، جیسے Damaõ، جو ناسك کے قریب ایك پرتگیز نوآبادی کا نام ھے؛ فرانسیسی مین یہ اصول مقرر کیا گیا ھے کہ لفظ کے کسی جزو کے آخر مین m یا n ہو اور اس کے پہلے کوئی حرف علت ہو تو ان حرفون کی آواز نون غنہ کی ہو جائے گی۔ اسی طرح حرف صحیح t کو لیجئے؛ شمالی تیوتانی زبانون میں، جن مین انگریزی بھی شامل ھے t کی قدر ہمارے ٹ کے برابر ھے، اور جیسے جیسے آپ شمالی ملکون کی طرف جائین گے اس کی آواز مین انگریزی سے بھی زیادہ سختی ہوتی جائے گی؛ لیکن یہی t رومانی زبانون مین جن کا ماخذ لاتینی ھے، بالکل ت ہوجائے گی، چنانچہ جنوبی فرانس کی گیسکونی بولی، ہسپانوی، پرتگیز، اطالوی اور دوسری جنوبی زبانوں مین t کے تلفظ اور ہماری ت کے تلفظ مین مطلق کوئی فرق نہین رہتا۔ اصل مین رومن حروف کے تلفظ مین بست و کشاد کی یہی گنجائش ھے جس کی وجہ سے یہ رسم خط برابر پھیلتا جارہا ھے، اور ان زبانون کو جن کا رجحان اس رسم خط کی طرف حال ہی مین ہوا ھے انہین اسے اختیار کرنے مین کوئی تکلف نہین ہوا، اور وہ خود اپنے تلفظ کے اعتبار سے اسے رائج کر رہی ہین۔

ایك اور مثال کے طور پر ترکی کو لیجئے۔ ترکون سے کبھی بھی ق اور خ کے مخرج ادا نہین ہوسکتے تھے۔ اسی طرح اگر کسی لفظ کے آخر مین یا لفظ کے کسی جزو

کے آخر مین ب ہوتا اور اس سے پہلے کوئی حرف علت ہوتا تو ب کا تلفظ پ کا ہو جاتا اور ج ہوتا تو اس کا تلفظ چ کا ہو جاتا ۔ اسی طرح ان کے حروف ھجا مین ایك حرف تھا جسے کاف نونی کہتے اور جو « ك » پر تین نقطے لگا کر لکھا جاتا تھا ۔ اب « ینی ترکچہ » یا نئی ترکی (یعنی رومن) رسم خط مین کاف نونی یا « ن » کے درمیان کوئی فرق رکھا گیا اور نہ ق اور خ کے لئے کسی خاص رومن حرف کی ضرورت سمجھی گئی ، اور « جیسی بولی ویسی لکھاوٹ » کا اصول تسلیم ھی نہین کر لیا گیا بلکہ اس پر عمل بھی فی الفور شروع کر دیا گیا. حقیقت یہ ھے کہ حال مین جہاں کہین بھی اس رسم خط کا رواج پڑا ھے ، وسط ایشیا کے فارسی یا ترکی بولنے والون مین ھو یا اندونیشیا مین ، اسی اصول پر عمل ہوتا آیا ھے ۔ اس طرح لپیون مین جو پیچیدگیاں تھین وہ رفع ہوگئین اور نئے حرف پہلے سے بھی زیادہ زبان کے اجزا بن گئے[۱۴] ۔

غیرزبانون کے اعلام

اگر ھم ان زبان کی لپیون پر غور کرین جن کی لکھاوٹ حرفون سے مرکب ھے[۱۵] تو ھم محسوس کرین گے کہ ان مین سب سے کم حرف رومن لپی مین ھین ، مثلا یونانی مین ۲۴ حرف ھیں ، جرمن یعنی قوطی مین ۲۶ ، عربی مین ۳۰ ، فارسی مین

۱۴ ۔ مثال کے طور پر ترکی زبان کے پرانے رسم خط کی پیچیدگیوں کے لئے دیکھئے محبوب عالم مرحوم کی کتاب « قواعد ترکی » لاھور سنہ ۱۹۰۴ باب (۱۵) ۔

۱۵ ۔ ایسی زبانون مین جن مین حرف نہیں بلکہ لفظ لکھے جاتے ھیں چینی زبان سب سے ممتاز ھے یہ زبان ideography خیال نگاری ، تصویر نگاری pictography پر مبنی ھے ۔ اور اس کی علامتین پورے پورے لفظون ، چیزون اور خیالات کو ظاھر کرتے ھیں ۔ دیکھئے :

‘ Pei : The world's chief languages

۳۵ ، اردو میں ۳۷ اور ناگری میں ۵۵ ؛ رہا رومن رسم خط تو جیسا اوپر عرض کیا گیا ھے ، ابتدا مین اس مین صرف ۲۳ حرف تھے ، اور اب ۲۶ ھیں - ایك بات یہ بھی قابل غور ھے کہ رومن لکھاوٹ مین غیر زبانون کے لفظون اور نامون کا تلفظ نسبۃ آسانی سے ادا ھوسکتا ھے ، یہ ضرور ھے کہ آواز کا اتار چڑھاؤ جو ہر زبان کی گویا جان ھوتا ھے خواہ وہ کسی لکھاوٹ مین لکھی جائے کسی رسم خط سے ادا نہین ھوسکتا ؛ لیکن یہ بھی یاد رھے کہ کسی رسم خط کا ڈھانچہ جتنا سادہ ھوگا اتنی ھی آسانی سے دوسری کسی زبان کے الفاظ اس مین اتارے جاسکین گے - جو اصحاب سائنس یا کسی خاص فن کی عربی کتابون سے واقف ھین انھیں اس بات کا اندازہ ھوگا کہ ان کتابون مین جہان جہان غیر ملکون کے سائنسدانون ، سیاستدانون ، تاریخ شناسون کا ذکر آتا ھے وھاں عرب مصنف صرف اسی پر اکتفا نہین کرتے کہ ان کو عربی رسم خط مین لکھہ دین بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کی ضرورت سمجھتے ھین کہ انھیں عربی کے ساتھ رومن رسم خط میں بھی لکھا جائے - خود عثمانیہ یونیورسٹی مین ابتدا ھی سے ، یعنی جب سے یورپ کی بڑی بڑی کتابوں کے ترجمے کا کام شروع ھوا اور غیر ایشیائی لفظون کو اردو املا میں لکھنے کی ضرورت پیش آئی ، اسی وقت سے مترجمون کو بڑی دقت ھوئی کہ غیر زبانون کے اعلام اور الفاظ کو اردو مین کیسے لکھا جائے ، اور مترجم نے جیسا چاھا اس کی املا لکھی لیکن جب تاریخ یورپ کی کتابون کے ترجمے شروع ھوئے تو یہ دقت بہت زیادہ بڑھ گئی اور نواب علی یاور جنگ بہادر کی تحریك پر (جو اس وقت معتمد امور دستوری تھے) ایك کمیٹی بنی کہ انگریزی ، فرانسیسی ، جرمن اور اطالوی الفاظ کو اردو مین ڈھالنے کے طریقے معین کرے - اس کمیٹی کی مختلف ذیلی مجلسون نے کئی

مهینے تک کام کیا اور کوشش کی که جہان تک ہو سکے ان سب زبانوں کا صحیح تلفظ جن کے نام ترجمون مین آئیں مختلف قسم کے اعراب لگا کر اردو لکھاوٹ کے ذریعے سے ادا کیا جائے۔ لیکن ہمین اس کے اتنی علامتین بنانی پڑین که اس کمیٹی کی روداد ایك اچھا خاصا ضخیم رساله بن گیا ـ اس زمانے مین دارالترجمه کے ناظم پروفیسر الیاس برنی صاحب تھے اور شاید اس اسکیم کو ناقابل عمل سمجھ کر انہون نے اس روداد کو کسی عمده فائل مین نہایت احتیاط کے ساتھه رکھ دیا ، اور اب مشکل سے کسی کو اس کا علم ہوگا که وه اسکیم کہان ھے[١٦].

عربی رسم خط

حقیقت یه ھے که موجوده اردو لکھاوٹ مشکل سے اس کی متحمل ہوسکتی ھے که دوسری زبانون کا صحیح تلفظ اس مین ادا کیا جاسکے ـ اس کی اصل وجه یه ھے که عربی مین (جس سے ہماری زبان کی لکھاوٹ نکلی ھی) اس کی کوشش ھی نہیں کی جاتی که دوسری زبانون کے لفظون یا دوسرے ملکون کے نامون کو ہو بہو لکھا جائے، بلکه انہیں معرب کر لیا جاتا ھے جس کے لئے خاص خاص اصول موجود ھیں ،اور ہر حرف کا مقام اور اس کا تلفظ معین ھے ـ اس مین شبه نہیں که جب عربی حروف ہجاء کا اطلاق دوسری زبانون پر کیا گیا تو نئی آوازون کے اظہار کے لئے اصلی

١٦ ـ ان علامتون کی ایك جھلك ڈاکٹر حمید الله صاحب کی کتاب «قانون بین الممالك» مین ملے گی ـ ڈاکٹر صاحب اس کمیٹی کی کئی ذیلی مجلسون کے ممبر تھے اور شاید وھی ایك ممبر تھے، جنھون نے اپنی کتابون مین ان علامتون سے بعض کو استعمال کیا جنھین کمیٹی نے منظور کیا تھا ـ انھون نے اپنی کتاب مین 'املا اور اعراب' کے نام سے ایك دیباچه لکھا اور نئے اعراب کے استعمال کی مثالین دین ساتھه ھی انھون نے بعض نئے حروف بھی تجویز کئے ھین جیسے ف کے اوپر تین نقطے، و کے نیچے دو نقطے، ش کے اوپر الٹے تین نقطے وغیره

عربی تلفظ میں تبدیلی کردی گئی اور مختلف قسم کی علامتین دے کر نئے حرف بنائے گئے، لیکن اس رسم خط کا ڈھانچہ ایسا تھا کہ ان تبدیلیوں کے باوجود غیر زبانون کی آوازون کو عربی قالب مین ڈھالنا نہایت دشوار ثابت ہوا [۱۷]۔ بلا شبہ عربی رسم خط سے ایک بالکل نئے اصول کی ابتدا ہوئی، وہ یہ کہ اگر مختلف حرفون کو ایک دوسرے سے ملانے کی ضرورت ہو تو بجائے پورے حرفون کے ان کی جگہ محض شوشوں کا ملانا کافی ہوگا، اور چونکہ ابتدا مین نہ اعراب تھے نہ شوشے، اس لئے ابتدائی عربی تحریر کو صرف اہل زبان یا وہ غیر لوگ جو عربی کے ماہر تھے پڑھ سکتے تھے۔ اس رسم خط کے ارتقا سے پہلے جو حرف مختلف ملکوں مین رائج تھے وہ یا تو چینی کی طرح تصویر نگاری کے اصول پر مبنی تھے ورنہ یونانی، لاتینی، برہمی اور سنسکرت کی طرح ایسے تھے کہ اگر ادغام کے وقت کسی حرف مین تبدیلی ہوتی بھی تو بہت کم ہوتی تھی - عربی رسم خط کا ارتقا عالمی حروف ہجا کے اصول میں ایک بڑی اصلاح تھی، اور اس سے وقت بھی بچتا تھا، کاغذ بھی، ساتھ ہی نوک پلک اور تناسب کے باعث اس طرز تحریر کو جمالیاتی نقطۂ نظر سے ایک خاص امتیاز حاصل ہوگیا، چنانچہ اس سے وہ کوفی خط نکلا جو آج بھی افریقی اور مغربی عبارتون مین اپنی خوبصورتی اور دیدہ زیبی کی وجہ سے لاثانی ہے۔ برخلاف دوسری زبانون کے عربی رسم خط مین بجائے حروف کے، الفاظ کو ایک

۱۷ - مختلف زبانون کی آوازون کے لئے عربی حروف مین تصرف :- فارسی کے لئے پ، چ، ژ، گ، اردو کے لئے ٹ، ڈ، ڑ، ملایا کی زبان کے لئے ن پر تین نقطے اور غ پر تین نقطے؛ پشتو کے لئے د اور ر کے نیچے ایک ایک چھوٹا دائرہ؛ اسی طرح سندھی کے لئے ب کے نیچے یا اوپر چار نقطے، ف کے اوپر چار نقطے؛ ترکی زبان کے لئے ك پر تین نقطے وغیرہ - دیکھئے
Grierson, Linguistic Survey of India, Vol. IX, Part I, System of Transliteration adopted.

خاص تفرد حاصل ہے اور ایک طرح سے ہر لفظ کی حیثیت ان حرفوں سے جداگانہ ہے جس سے وہ مرکب ہوتے ہیں - اس لئے کہ باہمی ترکیب میں حرفوں کی جگہ محض اشارے رہ جاتے ہیں اور حروف کی حیثیت محض ثانوی ہوجاتی ہے۔ جب عربی خط فارسی زبان کے لئے استعمال ہونے لگا تو سرزمین ایران میں جو نزاکت اور جمالیات کیلئے مشہور ہے آہستہ آہستہ نستعلیق کی بنیاد پڑی اور یہ رسم خط خطاطی سے نکل کر گویا نقاشی کے حدود میں داخل ہوگیا؛ چنانچہ ایک ایک حرف میں نقاشی کی خوبی، مصوری کی نزاکت، اور وہ حسن و انداز پیدا کیا گیا کہ ہر لفظ بجائے خود ایک تصویر بن گیا۔

چھاپے کی دقتیں

جہاں تک لکھاوٹ کا تعلق ہے، نستعلیق کی خوبصورتی اور مقبولیت کا مقابلہ کوئی دوسری زبان مشکل سے کرسکتی ہے۔ مغل بادشاہ، شاہزادے اور شاہزادیاں اس کی مشق کرنے لگیں، اور ہمارے ملک میں نستعلیق تحریر میں وہ امتیاز پیدا کیا گیا جس کا دوسری کسی تحریر میں ملنا مشکل ہے۔ دقتوں کا سامنا ہندوستان میں چھاپے کے رواج کے ساتھ ہوا - یوں تو مروجہ عربی خط یعنی نسخ کا ٹائپ یورپ میں سولھویں صدی ہی میں ایجاد ہو چکا تھا، لیکن نستعلیق کی نزاکتوں، اس کے نوک پلک اور بعض حرفوں کی بیٹھک کی وجہ سے باوجود انتہائی کاوش کے اس کا ٹائپ آج تک حسب دل خواہ مکمل نہیں ہوا[18] پتھر کا چھاپا انیسویں صدی کے ابتدا میں دریافت ہوا تھا، لیکن وہ آج کل کی ضروریات کے اعتبار سے بالکل ناموزوں ہے اور کم سے کم اردو زبان کی حد تک وہ اسی نوبت پر ہے جس نوبت پر

---

۱۸ - سجاد مرزا اردو رسم خط، صفحہ ۱۱

آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے تھا - یہ دیکھ کر رشک ہوتا ھے کہ ایسی ایسی زبانین جیسے تامل یا ملایالم، جن کے بولنے والے چند لاکھ نفوس سے زیادہ نہیں، ان مین بہترین طباعت کے اخبار اور رسالے اور اعلی درجے کی دیدہ زیب کتابین نکاین، اور اردو مین جس کی بابت ہمارا دعوی ھے کہ وہ ملک بھر کی مشترک زبان ھے، اس کے اخبار ایسے ہون کہ پڑھنے مین تکلف ہو، اور ان رسالون میں جنہین ہم معیاری کہہ سکتے ھین بیسیون غلطیان بھری ہوئی ہون۔ آپ کسی بکسٹال پر جائے اور ایک طرف ہندی اور تلنگی کے اخبار اور رسالون کا معیار ملاحظہ کیجئیے، اور دوسری جانب اردو اخبار اور رسالون کی ورق گردانی کیجئیے اور پھر سوچئیے کہ کم سے کم طباعت کے اعتبار سے بقا ان مین سے کسے حاصل ہوگی - اگر ہم بنیادی تعلیم کے مسئلے کو پیش نظر رکھیں تو لیتھو تو ایک دن بھی نہیں چل سکتا، اس لئے کہ علاوہ اس دیر کے جو پتھر کے چھاپے کے مختلف مرحلون کی وجہ سے ہونی لازم ھے، ایک کاپی مین ایک ہزار سے زیادہ نسخے نہین چھپ سکتے، درانحالیکہ لینوٹائپ اور مانوٹائپ میں ایک ایک گھنٹے مین ڈھائی تین تین لاکھ دابین نکل سکتی ھیں۔

رومن فارسی

اردو زبان کے لئے رومن رسم خط کو محدود رواج دینے کے سوال پر غور کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ھے کہ بعض ایسی مشرقی زبانون کا ذکر کیا جائے جنہون نے اس رسم خط کو اپنا لیا ھے - حال کے زمانے میں جس قوم نے اس تحریک میں پہل کی وہ وسطی ایشیا اور قفقاز کے ایرانی اور ترک تھے جنہون نے سنہ ۱۹۲۰ ء سے سنہ ۱۹۲۷ تک کے زمانے مین فارسی اور ترکی کو رومن زبان کا قالب پہنایا، گو انہیں شاید سیاسی دباؤ مین آکر سنہ ۱۹۳۶ ء میں اسے چھوڑ کر روسی

لپی کو اختیار کرنا پڑا - سوویٹ یونین کی فارسی بولنے والی آبادی تین رقبون میں پھیلی ھوئی ھے جن میں سے آذر بائیجان کا جمہوریہ تو ایران کے شمال ومغرب مین واقع ھے اور ترکمنستان اور تا جکستان کے جمہوریۓ افغانستان کے شمال اور ایران کے مغرب مین ھیں، اور ان تینون مین کم وبیش پچاس لاکھ لوگون کی مادری زبان فارسی ھے- سنہ ۱۹۲۰ ء کے انقلاب کے بعد ان جمہوریون نے یہ طے کیا کہ بنیادی تعلیم کے فروغ اور کامیاب صحافت کے لئے یہ ضروری ھے کہ رومن حروف اختیار کئے جائین - انہون نے سب سے پہلے یہ اصول بنایا کہ اس کے لئے خالص فارسی تلفظ کا اتباع کرنا ضروری ھے ورنہ خود اھل زبان مبتدی کو پڑھنے میں دقت ھوگی، اورجس مقصد کو پورا کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا جارھا ھے وہ فوت ھوجائے گا نیز چونکہ ترکمنستان اور تاجکستان کے فارسی تلفظ مین فرق تھا اس لئے اس فرق کو رومن حروف خصوصاً حروف علت کے ذریعہ سے صاف کردیا گیا- نیچے صرف وہ حروف پیش کئے جاتے ھین جن کا تلفظ غیر معمولی ھے اور جن مین خاص طور پر فارسی تلفظ کا خیال کیا گیا ھے :

d = د ؛ الٹی e (ə)= زبر، جس کا تلفظ فارسی مین کم وبیش ''آے،، کا ھوتا ھے، جیسے، کرد Kərd ،لالہ Lalə ، گربہ gurbə ؛ t = ت ؛ x = خ ، جیسے خانہ xana ؛ c = چ ؛ ç = ج ؛ h = ح، جیسے این ھا inha ، حسن Həsən ؛ ş = ش ؛ u = او ، جیسے آھو ahu ؛ i = ی ، جیسے عنایت Enaiat ؛ q = غ (اس لئے کہ ایران اور تاجکستان مین ق کا تلفظ غ کا سا ھوتا ھے) ؛ o = پیش، جیسے گرگ gorg ، گلزار golzar ؛ ع کے لئے صرف ایك شوشہ کافی سمجھا

گیا

گیا، جیسے اعلان e'lan [19] ۔

ترکی

وسطی ایشیا کے بعد جس ملك نے رومن رسم خط اختیار کر کے گویا دنیا کی توجه اپنے ادبیات، تاریخ اور فنون کی طرف مرکوز کی وہ ترکی تھا ۔ مصطفےٰ کمال پاشا سنه ۱۹۲۲ ء مین ترکی کے صدر مقرر ہوئے اور اپنا عہدہ سنبھالتے ھی ملك کی ھر جھتی اصلاح کا سوچنے اور اس کی طرف اقدام کرنے لیگے ۔ ترکی زبان کو رومن حروف مین ڈھالنے کا جو مقصد تھا وہ خود ان کی زبان سے سن لیجئے :

« ملت ترکیه ! آسان رسم خط کو اختیار کر کے تھوڑی سی محنت کے ساتھ جہالت سے آزاد ہو جاؤ اور اپنی خوبصورت زبان کے لئے ایك آسان اور مناسب واسطه اختیار کرو ۰۰۰۰ ھم نے جدید ترکی حروف کو شہرون اور گاؤن میں، بچون اور بوڑھون پر آزمایا تو معلوم ھوا که یه لوگ تھوڑے ھی سے عرصے مین اپنی پیاری زبان کو سیکھ لیتے ھین ۰۰۰۰ تم خود سوچو که کسی قوم کی ھیئت اجتماعیه کے لئے ۸۰ فی صدی آبادی کا حرف شناس نه ہونا کس قدر عیب کی بات ھے، لیکن اس وقت ھمارے ملك کی یہی کیفیت ھے ۔ نئے حروف کو اختیار

۱۹ ۔ دیکھئے تاجکستان کی Alifbo سنه ۱۹۳۴ ء اور ترکمنستان کی Elif ba سنه ۱۹۳۶ ء ۔ ھمارے لئے یه حصے خاص دلچسپی کا باعث ھین اس لئے که آذربائجان کا صدر مقام گنجه مشہور فارسی شاعر نظامی گنجوی کا مولد و مسکن تھا، اور تاجکستان و ترکمنستان مین فرغانه خیوا اور بخارا کے علاقے شامل ھین جن کا ھندستان کے ساتھ گھرا تعلق رھا ھے ۔ نیز ملاحظه کیجئے راقم الحروف کا مضمون « رومن حروف دوسرے ملکون مین (۲) فارسی » رساله « ھماری زبان » علیگڈھ، ۱۵ اکتوبر سنه ۱۹۵۰ ع

کرنے سے اکثر دقتین دور ہو جائین گی اور پڑھنا لکھنا عام ہو جائے گا۔"[20]
اتا ترک کو اس بات کا اچھی طرح سے احساس تھا کہ رسم خط کی اصلاح خواہ کتنی ھی مفید کیون نہ ہو یہ اتنا آسان کام نہین کہ چشم زدن مین انقلاب ہو جائے بلکہ اسے کئی ارتقائی منزلین طے کرنی پڑین گی، ورنہ اگر سیکڑون برس پرانے حروف کو حکماً بدلا گیا تو سخت بے چینی پیدا ہونے کا اندیشہ ھے۔ اس لئے سب سے پہلے یکم نومبر سنہ ۱۹۲۸ ع کو ایك قانون کے ذریعہ سے بجائے عربی ہندسوں کے یورپی ہندسے یہ کہہ کر مروج کئے گئے کہ اس سے بین الاقوامی رسل و رسائل اور دادوستد میں آسانی پیدا ہو جائے گی۔ اس کے ایك سال بعد یہ حکم نکالا گیا کہ تمام سِوِل اور فوجی ادارون اوران کے علاوہ دوسرے سرکاری و غیر سرکاری ادارون مین رومن لکھاوٹ کی تعلیم دی جانی چاہئے؛ تیسرے مرحلے مین تمام سرکاری کاغذات مین عربی اور رومن دونون رسم خط کا استعمال لازم کر دیا گیا، اور مدت تك تمام اخبار اور رسالے دونون لکھاوٹوں مین متوازی طور پر چھپتے رہے۔ آخر پورے دس سال کے بعد سنہ ۱۹۳۸ ع مین ترکی زبان کے لئے عربی حروف کی قطعی ممانعت کر دی گئی۔[21]

۲۰ - یہ کمال اتاترك کی اس تقریر کا ایك جزو ھے جو انہوں نے ۹ آگست سنہ ۱۹۲۸ع کو کی تھی یہ تقریر ترکی کتاب Tarih ص ۲۵۴ پر چھپی ھے

۲۱ - دیکھیے Kral, Kemal Ataturk's Land ص ٦٦ نئے حرف رائج کرنے کے لئے سنہ ۱۹۳٦ کے بعد اس بارے مین بہت سختیاں کی گئیں اور اس غرض سے کہ نئی پود عربی حروف کو بالکل بھول جائے مدارس سے عربی زبان تك کو خارج کر دیا گیا۔ راقم الحروف جب سنہ ۱۹۳۸ میں استنبول میں تھا اس وقت عربی رسم خط کی تعلیم بالکل مسدود تھی مجھ سے پروفیسر مکرمین خلیل نے جو اس زمانے میں استنبول یونیورسٹی میں وسطی زمانے کی ترکی تاریخ کے پروفیسر تھے، کہا تھا کہ دس سال بعد =

اوپر اس کا ذکر کیا جاچکا ھے کہ جتنی زبانیں حال میں رومن حروف کو اختیار کرتی جارھی ھیں ان مین یہ کوشش کی جاتی ھے کہ جہان تك ھو سکے جیسا لکھا جائے ویساھی پڑھا بھی جائے - اسی اصول پر جو حروف ترکی زبان میں ادا نہین کئے جاتے بلکہ ان کا تلفظ ٹکسالی سے جداگانہ ھے ان کے لئے وہ رومن حروف اختیار کئے ھیں جن کی مناسبت تلفظ سے ھو نہ کہ حرف کی اصلی آواز سے - مثلا ترکی مین ق اور خ کا تلفظ ک اور ح جیسا ھے اور بعض جگہ ب کی آواز پ کی سی نکلتی ھے ، اسی لئے رومن رسم خط اختیار کرنے مین ق اور خ کے لئے کسی حرف کی ضرورت نہین پڑی اور جہان ب کا تلفظ پ کا ھے وھان p رکھا گیا نہ کہ b - اس وقت ،، ینی ترکچہ ،، یعنے نئے ترکی رسم خط مین صرف ۲۳ بنیادی حرف کافی سمجھے گئے ھیں، اور بعض خاص ترکی آوازون کے لئے شوشے لگادئے گئے ھیں؛ نیز اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ھے کہ ایك آواز کے لئے صرف ایك ھی حرف یا دو حرفون کے ایك مجموعے سے زیادہ نہ ھون .. اس نئے رسم خط مین حسب ذیل حروف ھین :

a, â, b, c, ç, d, e, f, g, ğ, h, i, i, î, j, k, l, m, n, o, ö, p, r, s, ş, t, u, û, ü, v, y, z.

ترکی زبان اور ترکی کلچر پر اس تبدیلی کا ایك عظیم اثر پڑا - گاؤں گاؤں اور شہر شہر نئے آسان حرف سیکھنے کے لئے مدرسے کھل گئے . اور کہاں تو اس ھجائی انقلاب سے پہلے سنہ ۱۹۲۷ ء مین حرف شناس ترکوں کا تناسب صرف ۷ فیصدی تھا ، اس کے صرف آٹھہ سال بعد یعنی سنہ ۱۹۳۹ ء مین ۳۰ فیصدی ترك پڑھنا لکھنا

عربی زبان اور عربی رسم خط از سر نو مدرسوں میں پڑھائے جانے لگیں گے اس لئیے کہ اس وقت تك ترك اپنے پرانے رسم خط کو بھول چکے ھونگے - سنہ ۱۹۴۹ ء سے عربی زبان کی تعلیم از سر نو مدرسوں میں جاری ھو گئی ھے - دیکھئے میری کتاب « یورپ جنگ سے پہلے » باب ۳ - ص ۴۳ -

سیکھ‌سے چکے تھے۔[۲۲] عام خیال یہ ھے کہ رسم خط بدل جانے سے قوم اپنی تاریخ اور کلچر سے بیگانہ ھو جاتی ھے، لیکن جہاں تک ترکون کا تعلق ھے یہ خیال واقعے سے خلاف ھے۔ نئے حروف کا رواج ھوتے ھی ترکی میں یہ تحریک شروع ھوگئی تھی کہ جن ادبی، حکمیاتی، کلچری خزانون سے ترکی زبان بھری ھوئی ھے انہین نئے ترکی رسم خط مین منتقل کیا جائے تاکہ لوگ ان سے بڑی تعداد مین مستفید ھوسکیں، اور سنہ ۱۹۳۸ اور اس کے بعد کے برسون مین جو تحریک لسانی اعتبار سے سب سے نمایان تھی وہ یہ تھی کہ ترکی زبان کی ان کتابون کو جو عربی حروف میں ھیں نئے رومن حروف میں منتقل کیا جائے۔

انڈونیشی

ترکون کے رومن رسم خط اختیار کرنے کا اثر ڈیڑھ کروڑ آبادی بلکہ اس سے بھی کم نفوس پر پڑا۔ لیکن جب ایشیا کے جنوب ومشرقی گوشے مین انڈونیشیا کی سرکاری زبان اس رسم خط میں لکھی جانے لگی تو اس سے تقریبا سات کروڑ نفوس متاثر ھوئے۔ اس مجمع الجزائر میں جو دوھزار سے زیادہ جزیرون پر مشتمل ھے کم وبیش ۲۵ مستقل زبانین اور ڈھائی سو کے قریب مقامی بولیاں بولی

۲۲۔ ھجائی انقلاب سے پہلے یعنی سنہ ۱۹۲۷ع مین منجملہ ایک کروڑ ۳۶ لاکھ آبادی کے صرف ۱۱ لاکھ ترکی زبان کے رائج الوقت خط یعنی عربی سے واقف تھے۔ اس کے برخلاف رسم خط کے انقلاب کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس وقت ۴۰ فیصد سے زیادہ مرد اور ۱۸ فیصد سے زیادہ عورتین رومن رسم خط سے واقف ھوگئی ھین۔ اسی طرح سنہ ۱۹۲۷ع مین ۳ لاکھ ۳۳ ھزار لڑکے اور ۱۷ ھزار لڑکیان تعلیم پاتے تھے۔ ۱۹۵۰ع مین دس لاکھ لڑکے اور چھ لاکھ لڑکیاں زیر تعلیم تھے دیکھئے Statesman's Year Book سنہ ۱۹۲۸ع اور سنہ ۱۹۵۰ع۔

جاتی ہیں، اورچار پانچ زبانیں تو ایسی ہیں جن مین کافی لڑیچر پایا جاتا ہے۔ پچھلے پچاس ساٹھ سال سے مشرقی سماترا کی زبان (جو کسی زمانے میں اندونیشیا کی سب سے بڑی سلطنت "سری وجیے" کی زبان تھی) اس مجمع الجزائر مین پھیلنی شروع ہوگئی اور اسکی حیثیت وہی ہوگئی جو چند برس پہلے ہندستان مین اردو زبان کی تھی۔ پچھلی جنگ عظیم مین جب جاپان نے ان جزیرون پر قبضہ کرلیا تو اس زبان کو بڑی تقویت پہونچی اور جب سنہ ۱۹۴۵ ء مین اندونیشیا کی آزادی کا اعلان کیا گیا تو اسے باضابطہ سرکاری زبان قرار دیا گیا۔

اندونیشی لوگ زبان کو مدت سے مرمہ عربی خط مین لکھتے تھے، لیکن ولندیزی زمانے ھی سے رومن خط آہستہ آہستہ رواج پاتا گیا، اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اس خط نے ایك قومی حیثیت اختیار کر لی ہے اور اب اسے بھاسا اندونیشیا کہتے ہین - بعض جزیروں میں اب بھی جاوی اور مرمۂ عربی خط رائج، ہین لیکن تمام جزیرون کی مشترك زبان کا رسم خط اندونیشی یعنی رومن ھی ہے۔ اس کا اسلوب اور تلفظ ایك بڑی حدتك ولندیزی اصول پر مبنی ہے چنانچہ ج کے لئے dj، خ کے لئے ch، ش کے لئے sci، ی کے لئے j، ہمزہ اور ع کے لئے ، کا استعمال ہوتا ہے، اور چونکہ ڈ اور ٹ کی آوازین اندونیشی مین نہین ہین۔ اس لئے ت کے لئے t، اور د کے لئے d، رکھے گئے ہین، اندونیشی ث، ذ، ص، ض، ط، ظ، غ کو عربی مخرج سے نہیں بولتے تھے اس لئے ان حرفون کے واسطے کسی علامت کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔[۲۲] اس سے اس کا اندازہ

---

۲۳ - مین اندونیشی سفارت خانہ دھلی کا اور خاص طور پر ھز ایکسی لنسی سفیر اندونیشیا کی پرائیوٹ سکریٹری مس مریم صالح کا ممنون ہون کہ انھون نے اندونیشی زبان اور اس کے رسم خط کے متعلق میری معلومات مین معتدبہ اضافہ کیا۔

هو جائے گا کہ بعض دوسرے ملکون مین رومن حرفون کو اختیار کرنے کے وقت جو اصول برتے گئے ان کی بہ نسبت اندونیشی طرز کار ناقص ھے اس لئے کہ اس مین ولندیزی ھجائی اصول کا اتباع کر کے بعض آوازون کے لئے دو دو حرف مقرر کئے گئے ھیں اور وہ ایسے حرف ھیں کہ ان کی ترکیب سے پہلے کچھ آواز تھی اور ان کے ایك دوسرے کے ساتھہ ادغام کے بعد ان کی آواز کچھ کی کچھ ہو جاتی ھے، جیسے d صرف د کے لئے تھی اور j ی کے لئے مگر ان دونون کو ملانے سے ایك تیسری آواز ج پیدا ہوئی اور اس طرح ایك بالکل مصنوعی تلفظ پیدا کیا گیا۔ اگر نئے ترکی رسم خط کی طرح رومن حروف اختیار کرنے سے پہلے ایك کمیشن مقرر کردیا جاتا تو یہ اور دوسرے نقائص نہ رہتے اور اندونیشی رسم خط اتنا ھی سائنٹیفك ہو جاتا جیسے تاجکستان اور ترکمنستان یا ترکی کے نئے حروف اور ان کے تلفظ [۲۴]۔

چینی

فارسی بولنے والون، ترکوں اور اندونیشیون نے تو رومن تحریر کو سرکاری طور پر اپنا بنا لیا ھے لیکن ان کے علاوہ بعض دوسری ایسی ایشیائی زبانین ھیں جن کے بولنے والے رومن حروف کو اختیار کرنے کی کوشش میں ھیں

۲۴۔ اندونیشی زبان پر ولندیزی تلفظ کے اصول اس حد تك منطبق کئے گئے کہ ابتدا مین پیش یا واؤ معروف کی آواز کے لئے ولندیزی کی طرح oe رکھا گیا تھا، جیسے moein (معین) لیکن حال مین اسے بدل کر اس آواز کے لئے سادہ u کافی سمجھا گیا ھے۔ دیکھئے راقم الحروف کا مضمون «رومن حروف دوسرے ملکون مین۔ اندونیشیا»، رسالہ «ھماری زبان» علیگڈھ، ۱۵ جون سنہ ۱۹۵۰ع

صورت حال اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ جو شخص چینی زبان کا ماہر ہونا چاہئے اسے کم و بیش چار ہزار شکلوں پر عبور رکھنا پڑتا ہے جن میں سے بعض مفرد ہیں بعض مرکب - ایک دقت یہ بھی ہے کہ چونکہ یہ سب شکلیں زیادہ تر خیال نویسی کے اصول پر مبنی ہیں اس لئے یہ بالکل ممکن ہے کہ وہ ان کے شمالی تلفظ سے تو واقف ہو لیکن جنوبی چین جانے پر وہ کچھ پڑھ سکے نہ سمجھ سکے - یہ کیفیت ایک معمولی مثال سے سمجھ میں آجائے گی - کون ایسا ہوگا جو ہندسے «۱» سے واقف نہ ہوگا - اب اردو دان اسے «ایک» پڑھے گا، فارسی دان «یک» ترکی دان «بر» انگریزی دان one وغیرہ۔ اور خواہ وہ ریاضی کا کتنا ہی ماہر کیوں نہ ہو اگر اسے کسی ملک کی زبان نہیں آتی اور ایک کے لئے اس زبان کے لفظ سے واقف نہیں تو پھر وہ اس اعتبار سے گویا گونگا ہو جائے گا، حالانکہ اس عدد کی شکل سے وہ پوری طور پر واقف ہوگا - یہی کیفیت چینی زبان کے ہر حرف یا لفظ کی ہے، اور یہ تعجب خیز نہیں کہ چین اور جاپان دونوں ملکوں میں رومن رسم خط کی تحریک بہت زور پکڑ رہی ہے چینی زباں کو اس کے ماہر Sir Thomas Wade نے سب سے پہلے رومنایا اور آواز کے اتار چڑھاؤ کے لئے (جس پر چینی زبان گویا مبنی ہے) بعض علامتوں اور ہندسوں کا استعمال کیا۔ سرکاری طور پر یہ تحریک کہ چینی آوازوں کے لئے رومن حروف معین کئے جائیں، سنہ ۱۹۱۸ ع میں شروع ہو گئی اور اس کے لئے خاص اصول بنائے گئے - سنہ ۱۹۲۸ ع میں چینی وزارت تعلیمات نے ان پر مکمل نظر ثانی کر کے ایک نظام تیار کر لیا جسے Gwoyen Romatzyh «قومی زبان کا رومنانا» کہتے ہیں، اور بہت سے اخبار رسالے اور کتابیں اسی میں چھپنے لگے ہیں - چین کے کمیونسٹ

«عوامی جمہوریے» کے بر سر اقتدار ہوتے ہی اس نے اس تحریک پر غور کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کی کہ چینی زبان کو سرکاری اغراض کے لئے بالکل رومنا دیا جائے اور کم سے کم تمام سرکاری کاروبار اسی رسم خط مین ہوا کرے۔ اگر چینی زبان کے لئے رومن حروف کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا گیا تو اس مین چار چاند لگ جائین گے اور دنیا کی ایک نہایت قدیم اور بڑی بڑی روایات کی حامل زبان نہ صرف غیرون کے لئے بلکہ اپنوں کے لئے بھی کھل جائے گی [٢٥]۔

ہندستان اور رومن لکھاوٹ

رومن رسم خط کی تحریک مین ہمارا ملک کسی سے پیچھے نہین رہا ہے اور اس کے بہت سے حصوں مین متعدد ایسی انجمنین بن گئی ہیں جو اس کی مختلف زبانوں کو رومن جامہ پہنانا چاہتی ہیں۔ ان انجمنوں مین شاید سب سے اہم کلکتے کی انجمن ”رومک لپی سمیتی،، ہے جس کے صدر کلکتہ یونیورسٹی کے صوتیات کے پروفیسر شری سونیتی کمار چڑجی ہیں۔ حال ہی مین سمتی کے سکریٹری شری پھندرا ناتھ سیٹھ نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ہندستان کے مختلف حصون مین جو تنوع دکھائی دیتا ہے اس کے اندر ایک وحدت چھپی ہوئی ہے اور ملک کے ہر شہری کا یہ فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے وہ اس ایکتا کو مستحکم کرنے مین مدد دے۔ ان کے نزدیک یہ مقصد ایک حد تک اس سے پورا ہو سکتا ہے کہ تمام ہندستان کی زبانیں ایک ہی

٢٥ دیکھئے V. Simon, The New Official Chinese Script لندن سنہ ١٩٤٢ جاپانون نے بھی ٤٧ علامتون کے، ہوتے ہوئے جن کے ذریعہ سے یہ زبان لکھی جاتی ہے، اپنی زبان کو رومنانے کی کوشش کی ہے۔ دیکھئے Nippon-no-Romazi-Syn (Crammar of Colloquial Japanese)۔ مین جناب سجاد مرزا کا ممنون ہون کہ انھوں نے مہربانی کر کے یہ دونوں کتابین عاریۃً میرے حوالہ کردین جس کی وجہ سے مجھے یہ پارا لکھنے مین بہت آسانی ہو گئی

خط مین لکھی جائیں اورشری سیٹھ کے نزدیك اس کام کے لئے رومن لپی سے بہتر دوسری کوئی لپی نہین هوسکتی - اپنے اس دعوے کے ثبوت مین انہون نے جو دلیلین پیش کی هیں وه یه هیں :

(۱) جتنی لپیان اس وقت رائج هین ان سب میں آسان رومن لپی هی هے اس لئے که :

(الف) اس کے حرفون کی شکلین نہایت ساده هیں اور ان مین کبھی تبدیلی نہین هوتی ؛

(ب) اس لپی مین کوئی سن یکتا کشر نہین هے ؛

(پ) حرفون کی شکلین ایك دوسرے سے کافی مختلف هین اور ان مین آپس مین التباس ممکن نہیں ؛

(ت) ان حرفون کو کافی تیزی سے لکھا جاسکتا هے ؛

(ٹ) کوئی حرف (دیوناگری یا اس کی مماثل لپیون کے برخلاف) اصلا متحرك نہین ؛

(ث) حرفون کی ساخت ایسی هے که چھوٹے چھوٹے فاؤنٹ میں بھی ایك ایك حرف الگ صاف نظر آتا هے -

(۲) ان باتون کا لحاظ رکھنے پر اس کا اندازه هوجائے گا که هماری قومی زندگی کے قیام اوراستحکام کے لئے رومن حرف نہایت کار آمد ثابت هون گے - اس کے علاوه یه بھی یاد رکھنا چاهئے که :

(الف) تجربے سے یه ثابت هو گیا هے که بچے هوں یا بڑے ، سب هی اس رسم خط کے زریعه سے اپنی مادری زبان سیکھ سکتے هیں ؛

(ب) اس کو اختیار کرنے سے روپیه اور وقت دونون میں کفایت هوگی ، اس

لئے کہ ہندوستان کی سب زبانین چھاپنے کے لئے (بڑے اور چھوٹے
دونوں طرح کے حرفون کے واسطے) پچاس سے زیادہ شکلون کی ضرورت
نہ پڑے گی ، حالانکہ دیوناگری مین جوملك کا سب سے زیادہ رائج رسم
خط ھے ، تقریبا ۴۵۰ شکلین درکار ھوتی ھین ؛

(پ) اس کی شدید ضرورت ھے کہ جہان تك ھوسکے ملك کے ۸۵ فیصد
ان پڑھون کو پڑھایا جاسکے اور اس کے لئے ہندستان کی تمام لپیون سے
زیادہ آسان اور سادہ لپی رومن ھی ھے ۔

(۳) اس سے کون واقف نہین کہ متمدن دنیا کے ایك بڑے حصے میں یہ رسم خط
رائج ھے اس لئے اگر ھم نے اسے اختیار کرلیا تو :

(الف) دنیا کے ایك بڑے حصے سے ھمارا براہ راست ربط ھوجائے گا ؛

(ب) ان زبانون کو ھم آسانی سے سیکھ سکین گے جو رومن حروف میں لکھی
جاتی ھیں ؛

(پ) ٹائپ رائٹر مشی نکالنے کی مشینون وغیرہ کو زیادہ آسانی سے استعمال
کرسکیں گے ؛

(ت) مورس کوڈ جو بین اقوامی طور پر تار دینے مین استعمال ھوتا ھے ، اسے
ھم فورا ہندستانی زبانون کے لئے رائج کرسکیں گے ۔

(۴) اس رسم خط کے اختیار کرنے سے وہ اجنبیت دور ھو جائے گی جو مختلف
زبانون کے درمیان اس وقت موجود ھے اور بہت سے لفظ ان زبانون مین مشترك
طرر پر رائج ھو جائین گے ۔

(۵) حقیقت یہ ھے کہ سوائے جذبات کے اور کوئی دلیل اس رسم خط کو اختیار

کرنے کے خلاف پیش کی جاسکتی،،[26] اس مضمون کے ایک اہم حصے کا ترجمہ یہاں اس لئے دیا گیا ھے کہ اس سے بہتر طریقے پر یہ مقدمہ پیش نہین کیا جاسکتا ان اہم باتون کے علاوہ بعض باتین ایسی ھین جو رومک لپی سمیتی کے فاضل سکریٹری کے دھیان سے اترگئی ھونگی۔ لیکن رومن رسم خط کی ترویج کے سلسلے میں خصوصا اردو کے اعتبار سے نہایت اہم ھیں ایک تو یہ کہ آج سے نہین بلکہ مدت دراز سے ہندستان کے فوجیوں کو، خواہ وہ کشمیر سے آئے ھون یا راس کماری سے، اردو زبان اور رومن خط ھی کے ذریعے سے تعلیم دی جاتی تھی۔ آزادی ملنے کے بعد اردو بدل کر « ہندستانی » کر دی گئی، اور یہ ہندستانی رومن رسم خط میں پڑھائی جانے لگی۔ یہ بات دلچسپی کا باعث ھو گی کہ پچھلی جنگ عظیم مین انگریزون نے اپنے مقصد کی تبلیغ اور تشہیر کے لئے اردو مین جو لٹریچر شائع کیا، خواہ وہ تصویر دار اخبارون کی شکل مین ھو یا پھر رسالون یا کتابون کی شکل مین، اس مین سے زیادہ تر رومن حروف مین چھاپا جاتا اور ریل کی بکسٹالون مین ھاتھون ھاتھ بک جاتا۔

رومن اردو

اردو زبان کو انگریزون نے سب سے پہلے خود اپنے اغراض کے لئے رومن قالب

---

۲۶. A Roman Alphabet for India ص ۲–۴

۲۷ - دیکھئے Captain Vasudeva, Alphabetical Charts for Roman Urdu, sanctioned by Army HQ. in India, Bombay, 1949; Captain Vasudeva, Hindistani for the Indian Army Recruits, Test for non-Hindustani Speakers, Vol. I, Bombay, 1949.
ان کتابون کی زبان نہایت سادہ ھے اور چونکہ تلفظ کا دار مدار استاد کی زبانی تعلیم پر رکھا گیا ھے اس لئے اس کی باریکیون پر دھیان نہیں دیا گیا، یہان تک کہ ت اور ٹ، د اور ڈ مین بھی فرق نہیں رکھا گیا۔

هین ڈھالا تھا - شاید جس مطبوعہ کتاب میں اردو کے لئے رومن خط کا سب سے پہلا استعمال ہوا وہ Gilchrist, English and Hindoostanee Dictionary تھی جسے ہندستان کے قائم مقام گورنر جنرل سرجان میک فرسن کے نام پر معنون کیا گیا تھا - اس کی پہلی اڈیشن سنہ ۱۷۸۶ مین اور دوسری اڈیشن سنہ ۱۷۹۸ میں کلکتہ سے نکلی - اس مین اردو تلفظ کے لئے جو رومن حروف مقرر کئے گئے ان میں سے غیر مانوس علامتین حسب ذیل ہین :

حروف علت : (زبر) u ، (او) oo ، (زیر) i ، (ای) ee -

حروف صحیح : (خ) kh ، (ح ، ہ) h ، (گھ) g'h ، غ gh ، ڈ d ، (د) d̆ ، (چ) ch ، (ت) t ، (س ، ص) s ، (ڑ) r ، (ق) q ، (ن غنہ) n' ، (کھ) k'h ، (ٹ) t - اس میں جو بات خاص طور پر لحاظ کے قابل ہے وہ دوہرے o کا او کے لئے اور اکہرے u کا زبر کے لئے استعمال ہے - اسی طرح ڈ ، ن غنہ ، ٹ ، ڑ ، کی آوازون کے لئے d' n' t' r' پر شوشے لگادئے گئے ہیں ؛ نیز خ اور غ کے لئے kh, gh بغیر کسی علامت کے رکھے گئے ہیں ، لیکن کھ اور گھ کے واسطے h سے پہلے k اور g کے بعد ایک شوشہ لگادیا ہے [۲۸] - سو برس بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت تک اردو کو رومن مین لکھنے کے اصول یہی رہے اور اگر تبدیلیاں ہوئیں تو وہ بھی بعض فروعی تھیں ، مثلا Thompson, Oordoo-English Dictionary جسے ممالک مغربی و شمالی (حال اترپردیس) کے لفٹنٹ گورنر سر چارلس میٹ کاف کے نام پر معنون کیا گیا ہے اور جو سنہ ۱۸۳۷ مین سیرامپور میں چھپی ہے اس مین ق کے لئے نقطہ دار k اور خ کے لئے خط کشیدہ kh رکھا

۲۸ - ملاحظہ کیجئے :

تیزی tezee ، پھراؤ p, hira'o ، اڈا udda بھورا b, hoora

گیا ھے، ورنه حروف علت کے اعتبار سے اس مین اور گل-گرسٹ والی ڈکشنری مین کوئی خاص فرق نہیں -

عیسائی مشن

اردو کے لئے رومن رسم خط کی اشاعت میں عیسائی مشن اورعیسائی مذهب والون کا بھی بہت بڑا حصه ھے - حقیقت یه ھے که هندستانی آبادی کے ایك بڑے طبقے، یعنی ان عیسائیون نے جن کی مادری زبان اردو تھی، بغیر کسی دشواری کے آپس کی خط و کتابت کے لئے یه طریقه اختیار کرلیا اور ان کے لئے توریت، انجیل، زبور اور دوسری کتابین نہایت خوش اسلوبی اور صحت کے ساتھ چھپنے لگین - چونکه تعلیم کو عام کرنا تھا اس لئے اس لٹریچر میں جو اس طبقے کے لئے تیار هوا، غیر مانوس علامتین کم سے کم رکھی گئین، اور عام طور پر صرف چند اشارون هی پر اکتفا کیا گیا - مثال کے طور پر متی کی انجیل کی ایك عبارت ملاحظه هو اور غور فرمایا جائے که اس کی زبان بہت صاف ھے اور گو املا کے اعتبار سے کہیں کہیں التباس ھے لیکن پڑھنے مین دقت نہین هوتی:

Yesǔ ke pairawon ki mubara'rakha'li':

3. Muba'rak hain wuh jo dil ke garib hain, kyǔnki a'sma'n ki' ba'dsha'hat unhin ki' hai.

4. Muba'rak hain wuh jo gamgi'n hain, kyu'nki wuh tasalli' pa'-enge,

5. Muba'rak hain wuh jo hali'm hain, kyu'nki wuh zami'n ke' wa'ris honge.

6. Muba'rak hain wuh jo ra'stba'zi' ke bhu'ke aur piya'se hain, kyu'nki wuh a'su'da honge ٢٩.

٢٩. Kitab-i Muqaddas, yane Purana aur Naya 'ahdnama; London and Foreign Bible Society, London, 1914; Mati, V, 3-5

کتاب مقدس مین طویل حروف علت پر صرف ایك شوشه دیا گیا ھے، غ کے لئے g کے پیٹ مین ایک نقطه لگا دیا گیا ھے، ع کے لئے ایك و کافی سمجھا گیا ھے، ق کے لئے q کا استعمال شروع ھوگیا ھے ۔ ساتھ ھی ح اور ہ کے تلفظ مین یا پھر ھمزہ اور ع کی آواز مین کوئی فرق رکھا گیا ھے ۔ اصل میں مطلب یه تھا که کسی نه کسی طرح سے تحریر کو سھل اور عام فھم کر دیا جائے تاکه عیسائی طبقے مین حرف شناسی عام ھو جائے ۔

رومن میں عربی فارسی اردو تلفظ کی ادائگی

اردو زبان کے لئے رومن حروف کو رواج دینے کا مقصد زیادہ تر یه تھا که انگریز بغیر اردو رسم خط سیکھے ھوئے اس زبان سے آشنا ھوجائین، اور خود اردودان طبقے میں یه تحریك بالکل غیر مقبول رھی ۔ ادھر ھندستان مین یورپی اعلام اور اصطلاحات کو اردو رسم خط مین لکھنے کی کوشش ھو رھی تھی، ادھر یورپی محقق امتیازی علامات لگا کر رومن حروف کے ذریعے سے اردو اور دوسری مشرقی زبانون کے صحیح تلفظ کا اظھار کرنے کی سعی کر رھے تھے اردو زبان اور اس کے اصلی تلفظ کو سائنٹفك طور پر رومن حروف مین لکھنے کا سھرا سر ولیم گریرسن کے سر ھے جنھوں نے اپنی عظیم الشان کتاب "ھندستان کی لسانیاتی پیمایش" کی نویں جلد کے پہلے حصے مین اردو، ھندی، ھندستانی کے صحیح تلفظ کو رومن حرفوں مین ظاھر کیا ھے جس محنت اور کاوش سے یه کتاب لکھی گئی ھے وہ اس سے ظاھر ھوگی که اس ایك جلد میں جس کے ۷۲۳ صفحے ھین صرف ھماری زبان کی مختلف بولیون کا تلفظ رومن رسم خط میں دکھایا گیا ھے ۳۰

۳۰ - Grierson, Linguistic Survey of India, Vol. IX, Part 1 (Specimens of Western Hindi and Panjabi).

فاضل مؤلف کا یہ بہت بڑا کارنامہ ھے کہ صرف چند علامات دے کر پیچیدہ سے پیچیدہ اردو ھندی ھندستانی الفاظ کو کسی نئی غیر مانوس شکل کا اضافہ کئے بغیر رومن رسم خط کا جامہ پہنا دیا ھے اور اس میں عربی، فارسی، سنسکرت مخارج سب کے لئے علامات مقرر کردی ھیں گریرسن کی کوشش یہ ھے کہ صرف تلفظ ھی نہین بلکہ اصل مخرج بھی ظاھر ھو، چنانچہ اس نے کہیں رومن حرف کے اوپر کہیں نیچے نقطے لگا کر یا لکیر کھینچ کر، کہین دو حرفون کو ایک دوسرے کے ساتھ مدغم کر کے ایک مکمل رسم خط بنایا ھے اور ایسی باریکیان جیسے ث، ص، ط، ظ اور دوسرے حروف کے اصلی تلفظ میں ھیں انھیں بھی اس کے ذریعے ظاھر کرنے کی کوشش کی ھے۔ اس مین شبہ نہین کہ علمی اعتبار سے یہ رسم خط بالکل مکمل ھے اس لئے کہ اس میں تلفظ اور اصل مخرج دونون کا لحاظ کیا گیا ھے، مگر اس کا نظام ایسا نہین کہ جس کے لکھنے یا جس کے چھاپنے مین آسانی ھو بلکہ پیچیدگی شاید پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جاتی ھے[۳۱]۔

ٹائپ سے تعصب

لیکن رومن حروف کو انگریزوں کا آلہ کار یا حربہ سمجھنے کی وجہ سے ھندستانیوں کی ھمدردیان رومن رسم خط سے ھٹنے لگیں، اور ایک زمانہ وہ آیا کہ اردو دان طبقے مین رومن رسم خط کی تحریک بالکل مردہ ھو گئی۔ ساتھ ھی ساتھ تعلیم کے پھیلاؤ، عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام، اور اخبارات اور رسائل کے بہتر اور زیادہ تعداد میں

۳۱۔ b ‘h j, d, z, r, s, f, q, k, g, l, m, m, u, w, y,
ṭ, s̤, ḥ, ṛ, ṣ, ẓ, t̤, z̤, ḍ,
c̲h̲, k̲h̲, z̲h̲, s̲h̲, g̲h̲, h̄,
a, ā, i, ī, u, ū, e, ē, ai, o, au.

چھپنے کی روز افزون ضرورت کے باعث یہ محسوس ہونے لگا کہ پتھر کا چھاپا عصری ضروریات کے لئے قطعا ناقص ھے - مگر تعصبات آسانی کے ساتھ نہین مٹتے بعض لوگوں کے خیال کے بموجب عثمانیہ یونیورسٹی کے دار الترجمة کے پہلے دور کی ناکامی کا بہت بڑا سبب یہی ھے کہ کم و بیش ۳۰ برس تک وہ لوھے کے چھاپے کے خلاف تعصب کا شکار رہا۔ آخر سر اکبر حیدری مرحوم نے اپنی بالغ نظری اور دور اندیشی سے اس کو بھانپ لیا کہ پتھر کے چھاپے کی جگہ ٹائپ کا استعمال ناگریز ھے، چنانچہ انہون نے نستعلیق ٹائپ پر اپنی تمام تر توجہ مبذول کی اور اس پر بے شمار روپیہ خرچ کیا گیا۔ لیکن تجارتی اعتبار سے وہ قطعا ناکام ثابت ہوا اس پر سر شاہ محمد سلیمان مرحوم اور سجاد مرزا صاحب نے اردو کے لئے اصلاحی رسم خط ایجاد کئے - اور دار الطبع سرکار عالی نے بھی مجیدی اور عثمانی خط رائج کرنے کی کوشش کی لیکن باوجود حرفوں کی شکلون کی تعداد مین کمی کے وہ بھی نہ چل سکے، اور اس تمام کوشش کا نتیجہ یہ ھے کہ ہم جہان تھے وھین ھین اور ھمارے اخبارات، ھمارے رسالے اور ھماری کتابین سب کی سب اسی پرانے دقیانوسی پتھرون پر چھپی رھیں جس کی وجہ سے زبان کی ترقی رکی ہوئی ھے [۳۲] -

۳۲ - دیکھئے سر شاہ محمد سلیمان صاحب کا خطبہ تقسیم اسناد جو انہون نے عثمانیہ یونیورسٹی کی کانووکیشن کے موقع پر سنہ ۱۹۳۷ع مین دیا - یہ اسکیم اس کے ص ۱۵ پر درج ھے، سجاد مرزا صاحب کے «بنیادی خط» کے لئے دیکھئے اس رسالے کا باب ۱، ص ۲۳ وغیرہ چھپائی کے اعتبار سے مجیدی اور عثمانی ٹائپ مین شکلوں کی تعداد نسخ اور نستعلیق دونون سے کم ھے یعنی عثمانی خط کے ۱۸ پائیٹ کے فاونٹ مین ۹۰ شکلین اور ۱۴ پائیٹ کے مجیدی مین ۱۷۵ شکلین، لیکن دونون مین سے ایک بھی رائج نہ ہو سکا - اس لئے کہ ایک تو اس لکھاوٹ سے اردودان طبقہ مانوس نہ تھا - دوسرے اگر اعراب کی ۲۲ شکلین بھی بڑھائی جائین تو جملہ شکلون کی تعداد ۱۱۲ اور ۱۹۷ ہو جاتی ھے -

ہمارا دعوی ہمیشہ یہ رہا ہے کہ اردو زبان تمام ہندستان مین بولی اور سمجھی جاتی ہے اس لئے اسے ایک کل ہند زبان کہلائے جانے کا حق ہے ، لیکن ہم نے شاید کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ اس کے لکھنے پڑھنے والے کتنے ہین بمبئی کا اردودان عام طور پر گجراتی رسم خط میں اپنی بولی لکھتا ہے ، بنگال والا بنگالی اور اڑیسہ والا اڑیہ لپی مین اردو کو لکھتا ہے ؛ اترپردیش میں تو مدت سے یہ زبان اردو اور ہندی دونون حروف مین لکھی جاتی ہے - حقیقت یہ ہے کہ اردو زبان شاید اردو رسم خط کی مشکلات کی وجہ سے ہندستان کے بعض محدود حصون کے اب کہیں بھی اس خط مین نہیں لکھی جاتی اردو والون کا یہ کہنا ہے کہ ہماری زبان مین غیر مانوس الفاظ کو بے تحاشا ٹھوسا جارہا ہے میں ان سے عرض کرون گا کہ جب تک کم سے کم جزوی طور پر ہم ایسا رسم خط اختیار نہ کرین گے جسے دوسری زبانون والے آسانی سے پڑھ سکھیں ، اس وقت تک ہماری تحریرین ، ہماری کتابین اور ہماری الفاظ صدا بصحرا ثابت ہو کر رہ جائین گے ہماری کیفیت تو وہی ہے کہ ۔

ہو تالاب مین مچھلیاں کچھ فراہم وہی ان کی دنیا وہی ان کا عالم

ہم مگن ہیں کہ ہماری زبان ہندستان کی زبانون میں سب سے سلیس ، سب سے میٹھی سب سے سریلی ، سب سے عام فہم اور سب سے آسان ہے لیکن ہم جس رسم خط مین اپنی خوبیون کا عملی پرچار کرتے ہین انہین سوائے خود اپنے آپ کے کوئی دوسرا نہین پڑھ سکتا اور ہم کسی دوسرے پر اپنا اثر نہیں ڈال سکتے -

رومن رسم خط کی تحریک کا احیاء

یہ وہ اسباب تھے جن کی وجہ سے بعض اردو پریمیون میں یہ خیال پیدا ہوا کہ

رومن رسم خط کی تحریک کا احیاء کیا جائے اور موجودہ رسم خط کے متوازی رومن رسم خط کی محدود ترویج پر غور کیا جائے ۔ ساتھ ھی جہان تک ھوسکے کم سے کم نئی علامات کام مین لائی جائین تا کہ مبتدی کے لئے زبان سیکھنے مین آسانی ھو اس تحریک کو مزید قوت اس وقت پیدا ھوئی جب ترکون نے اپنی زبان کا رسم خط رومن کر دیا گو پہلے تو ھمارے لوگ اس تبدیلی کو مشتبہ نظر سے دیکھنے لگے مگر پھر جب ترکی زبان نے اس اصلاح کے بعد ترقی کرنی شروع کی اور نئے رسم خط کے ذریعے سے پڑھے لکھون کا تناسب کہان سے کہان پہونچا تو اردو والے سوچنے لگے کہ ھمارے رسم خط ھی مین کمی ھو گی کہ نہ اس کے ذریعے سے تعلیم عام ھوتی ھے، نہ اس کے اخبارون اور رسالوں کا مقابلہ ھندستان کی دوسری معمولی زبان کے اخباروں اور رسالون سے کیا جا سکتا ھے، یہ کوئی تعجب کی بات نہین کہ جس طرح سب سے پہلے اردو رسم خط کی اصلاح کی تحریک حیدرآباد سے اٹھی تھی اسی طرح حال مین رومن رسم خط کے احیاء کا خیال بھی حیدرآباد ھی سے اٹھا اور سنہ ۱۹۴۷ء مین سجاد مرزا صاحب نے انجمن ترقی اردو کو اس کی طرف توجہ دلائی اس تحریک پر اس انجمن نے ایک کمیٹی مقرر کی کہ اردو زبان کے صحیح تلفظ کے اعتبار سے رومن حروف کی شکلین اور ان کی قدرین مقرر کرے اس کمیٹی کے داعی جناب سجاد مرزا اور ممبر ڈاکٹر عبد الستار صدیقی، پنڈت برج موھن دتاتریہ کیفی اور پروفیسر نعیم الرحمن تھے لیکن ھندستان کی تقسیم اور بعد کے سیاسی بحران کی وجہ سے معاملہ وھاں کا وھین رھا اور اس کمیٹی کی کارروائی کو آگے بڑھانے کی نوبت نہین آئی [۳۳]۔

۳۳۔ اس کمیٹی کا بظاھر کبھی باضابطہ اجلاس نہ ھوا بلکہ جتنے بھی مسئلے پیدا ھوئے ان

رومن اردو رسم خط

حالات کے ایک حدتک سدھرنے کے بعد اس مسئلہ کو پھر اٹھایا گیا اور انجمن ترقی اردو حیدراباد کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ وہ موجودہ اردو رسم خط کے متوازی رومن حروف کی قدرین اردو زبان کے تلفظ اور اس کی ہیئت کے اعتبار سے مقرر کرے۔ انجمن نے کام اس اہم کام کے لئے ایک ذیلی مجلس مقرر کی، جس نے کئی جلسے کر کے نیچے لکھی ہوئی اسکیم منظور کی۔ اس ذیلی مجلس مین تقریبا ہر نقطۂ نظر کے اصحاب شامل تھے اور کبھی کبھی بعض دوسرے اہل رائے صاحبان کو بھی شامل کر لیا جاتا تھا۔ [٢٤] مجلس میں ہر تلفظ اور ہر حرف کی آواز کا تعین کرنے سے پہلے سیر حاصل بحث کی گئی اور کسی بات کو نظر انداز

سب کو خط و کتابت کے ذریعے سے طے کرنے کی کوشش کی گئی۔ بعض حروف کے تعین میں آخر تک اختلاف رہا۔ واضح ہو کہ سنہ ١٩٤٩ع مین راقم الحروف ایک مختصر رسالہ۔
Some Points for and against the Adoption of Hindi, Urdu and Roman Scripts for the National Language of India.
طبع کرا کر ہندستانی کی مجلس دستور ساز کے جملہ ممبرون کے پاس گشت کرایا اس کے جواب مین بعض نہایت موقر اصحاب کے پاس سے امید افزا جوابات بھی موصول ہوئے نتیجہ جو نکلنا تھا وہی نکلا، اور دیوناگری لپی کو «سرکاری رسم خط» کی طور پر اختیار کر لیا گیا۔

٢٤۔ اس کمیٹی کے مستقل ممبر ڈاکٹر یزدانی، ڈاکٹر جعفر حسن، پروفیسر عبدالقادر سروری پروفیسر حبیب الرحمن، جناب سجاد مرزا اور راقم الحروف تھے لیکن بعض مرتبہ دوسرے اصحاب سے بھی رائے لی جاتی تھی جن مین نواب سعید جنگ بہادر، نواب احمد جنگ بہادر اور جناب ساجد علی خاص طور پر ذکر کے قابل ہین۔

نهیں کیا گیا - اس کا بڑا کارنامہ یہ ھے کہ باوجود یکہ بعض مباحث میں اختلاف کی بڑی گنجائش تھی اور اختلافات کیے بھی گئے لیکن آخر کار جو بھی طے کیا گیا وہ کامل اتفاق رائے سے طے کیا گیا - اس کمیٹی نے جو اسکیم بنائی وہ حسب ذیل ھے :-

(۱) صحیح اور نیم صحیح حروف :-

الف a ؛ ب b ؛ پ p ؛ ت t ؛ ٹ t′ ث ، س ، ص s ؛ ج j ؛ چ c ؛ ح ، ہ h ؛ خ x ؛ د d ؛ ڈ d′ ؛ ذ ، ز ، ض ظ z ؛ ر r ؛ ڑ r′ ؛ ژ z′ ؛ ش s′ ؛ غ g′ ؛ ف f ؛ ق q ؛ ک k ؛ ل L ؛ م m ؛ ن n ؛ نون غنہ n′ ؛ و v, w ؛ ی y ؛ ع ʿ ؛

(۲) اعراب اور طویل آوازیں :-

زبر a ؛ زیر i ؛ پیش u ؛ آ a′ ؛ ای i′ ؛ او u′ ؛ اے e′ ؛ او o -

اس مجمل اسکیم کے علاوہ اس کمیٹی نے حسب ذیل باتیں بھی طے کیں :

۱ - انگریزی زبان مین بڑے اور چھوٹے حرفون کی شکلون مین فرق کیا جاتا ھے اور ان کے استعمال کے لئے خاص قاعدے مقرر ھیں ؛ ھمین اردو مین اس فرق کو قائم رکھنے کی ضرورت نہین - ھاں اگر کوئی چاھے تو محض آرائشی اغراض کے لئے بڑے حرف استعمال کرسکتا ھے بشرطیکہ ان کی شکل وھی ھو جو چھوٹے حرفون کی ھوتی ھے -

۲ - اسی طرح رومن اردو کے لئے یہ بھی ضروری نہین کہ ھاتھ سے لکھنے کے حروف علیحدہ ھون اور چھاپے یا ٹائپ کے حروف علیحدہ ، اس فرق کو بھی جہان تک ھوسکے مٹانا چاھئے -

٤ - انگریزی زبان میں اوقاف کی جو علامتیں استعمال ہوتی ھیں انھیں ھمیں اختیار کرلینا چاھئے -

٤ - انگریزی حروف تہجی میں دھرے حروف علت بھی ہوتے ھیں جنھیں Diphthong کہتے ھیں ؛ اردو میں ھر لفظ کی آواز کے مطابق بشرط ضرورت « جیسا بولو ویسا لکھو » کے اصول پر عمل کرنا چاھئے -

رومن اردو رسم خط کا تجزیہ

اس اسکیم مین بعض باتین خاص طور پر قابل لحاظ ھین- پھلی بات تو یہ ھے کہ اس کمیٹی کے ممبروں کا یہ خیال ھرگز نھین تھا کہ موجودہ اردو رسم خط کی جگہ اس رسم خط کو اختیار کیا جائے - اس اسکیم کی جو تمہید اس کے سکریٹری جناب حبیب الرحمن صاحب نے لکھی ھے اس کے چند فقرے اس مسئلے پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہونگے - وہ فرماتے ھین کہ :

« اردو کو رومن رسم خط میں لکھنے کا طریقہ کوئی نئی بات نہین ھے- سالہا سال سے ھندستانی فوجون اور یہان کے انگریز افسرون مین اردو زبان اس لکھاوٹ کے ذریعہ سے جاری تھی اور اب بھی جاری ھے- ھندستانی فوج کا مسلمہ اخبار جن مختلف زبانون مین چھاپا جاتا ھے ان مین ایک اردو بھی ھے اور اس غرض کے لئے جو لکھاوٹ استعمال کی جاتی ھے وہ اردو بھی ھے اور رومن بھی - ھندستان مین ایسے اینگو انڈین اور ھندستانی عیسائیوں کی خاصی تعداد ھے جن کی مادری زبان انگریزی ھے لیکن جنھین بازارون مین اپنے روز مرہ کاروبار کے لئے اردو بول چال ھی سے کام لینا پڑتا ھے -آبادی کے ایسے تمام طبقوں میں اردو زبان اور لٹریچر

کو مقبول بنانے کے لئے رومن لکھاوٹ کا استعمال ضروری ھے - مزید برآن جو غیر ملکی اشخاص ھندستان کی عام بول چال یعنی اردو سیکھنا چاھین ان کے لئے بھی آسانی اسی میں ھے کہ انھین رومن حرفون میں انھین یہ زبان سکھائی جائے کیونکہ وہ پہلے سے ان حرفون کو جانتے ھین .... بہر حال اردو زبان کو پھیلانے کے طریقون مین سے یہ ایک اہم طریقہ ھے ...»

اس اسکیم کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ھوگا کہ اس مین صرف پچیس بنیادی حرفون سے کام لیا گیا ھے اور خصوصی تلفظ اور تمام طویل آوازون کے لئے صرف ایک ھی چھوٹے سے نشان کا استعمال کیا گیا ھے جس کے بنیادی حرف پر لگانے سے اس حرف کی اواز بدل جاتی ھے، اور یہ بات اسے بہت سی دوسری لپیوں سے ممتاز کرتی ھے - یون تو چھاپے کے لئے ٹائپ ڈھالنے مین صرف ۲۵ حروف ھی درکار ھون گے ، لیکن بالفرض نشاندار حروف کو علیحدہ علحیدہ بھی ڈھالا جائے، پھر بھی نئے اردو رسم خط شکلون کی کی تعداد ۳۴ سے نہیں بڑھے گی - یہ بات قابل لحاظ ھے کہ رومن اردو رسم خط سیکھنا انگریزی سے بھی زیادہ آسانی ھوجائے گا ، اس لئے کہ بڑے اور چھوٹے حرفن مین فوق باقی نہین رھے گا ، اورساتھ ھی مطمح نظر یہی رھے گا کہ لکھاوٹ اور چھاپے کے حرف ایک ھی وضع کے ھون! -

ایک بات جو خاص طرر پر غور طلب ھے وہ یہ ھے کہ تمام دوسری زبانون کی طرح، جنھون نے رومن رسم خط کو اپنا بنا لیا ھے، اس نئے اردو رسم خط مین بھی کسی لفظ کی اصل پر زور نہین دیا گیا بلکہ صوتیاتی اصول پر تلفظ کے لئے حروف کا تعین کیا گیا ھے، چنانچہ جب ھم اپنی بول چال میں ث - س - ص - یا ذ - ز - ض ، ظ کا فرق نہین کرتے اسی طرح تحریر مین بھی ان کی باریکیاں رسم خط کے

لئے بو جھل اور غیر ضروری سمجھی گئین، یہ محتاج بیان نہین کہ ان تمام اسباب کی وجہ سے رومن اردو رسم خط بنیادی تعلیم اور غیرون کو اردو سکھانے کے لئے آسان ھے، اور اندازہ لگایا گیا ھے کہ مبتدی خواہ بچہ ہو یا بڑا، اس کے لئے نیا رسم خط سیکھنے کے لئے زیادہ سے زیادہ ایک ھفتہ لگے گا - اسے جزوی طور پر اختیار کرنے کا ایک بدیہی نیتجہ یہ بھی نکلے گا کہ ہماری بول چال ھی نہین بلکہ ادبیات کا بھی ھندستان کے ھرحصے مین پھیلاؤ ہو جائے گا اور اس سے اردو زبان کا اثر دوسری بولیوں پر پڑنا ناگزیر ہو جائے گا۔

جو اسکیم انجمن ترقی اردو، حیدر آباد، نے تیار کی ھے اسے حرف آخر نہین سمجھنا چاھئے؛ اگر اردو جنتا اصول سے متفق ہو تو تفصیلین طے کرنے کے لئے کل ھند اساس پر ایک کمیٹی مقرر کی جاسکتی ھے -

بہر حال، اس مین توشبہ نہیں کہ اردو لپی کوئی بھی ہو، لیتھو کے چھاپے کو تو فی الفور خیر باد کہنا چاھئے، ورنہ وہ دن دور نہین کہ ہم فخر کیا کرین کہ اردو ھندستان مین سب سے زیادہ بولی جاتی ھے، مگر اس کو لکھنے پڑھنے والا ملک مین کوئی بھی نہ رھے -

مصنف کی دوسری تصنیفین اور ترجمے

۱ - «تاریخ یونان قدیم» ؛ اڈولف هولم Adolf Holm کی کتاب کا انگریزی سے اردو ترجمہ ؛ جامعہ عثمانیہ ، حیدرآباد دکن ؛ ۴ جلد ، ۱۹۲۴ تا ۱۹۳۶-

۲ - «مبادی سیاسیات» ؛ دوسری اشاعت ؛ جامعہ ملیہ اسلامیہ ، دھلی ؛ ۱۹۴۱-

۳ - «مختصر تاریخ دکن» ؛ نوین اشاعت ؛ سر رشتہ تعلیمات ، حیدرآباد دکن ؛ ۱۹۵۰-

۴ - Mahmud Gawan, the great Bahmani Wazir ؛ کتابستان ، الہ‌آباد ؛ ۱۹۴۲ -

۵ - «نشریات» ؛ عبد القادر اینڈ سنز ، حیدرآباد دکن ؛ ۱۹۴۴ -

۶ - «یورپ جنگ سے پہلے» ؛ ادارہ ادبیات اردو ، حیدرآباد دکن ؛ ۱۹۴۴ -

۷ - The Bahmani Kingdom ؛ نیشنل انفورمیشن اینڈ پبلی کیشنز ، بمبئی ؛ ۱۹۴۷

۸ - Studies in the History of Early Muslim Political Thought and Administration ؛ دوسری اشاعت ؛ شیخ محمد اشرف ، لاهور ، ۱۹۴۵-

۹ - Some Points for and against the Adoption of Hindi, Urdu or Roman Script for the National Language ؛ ۱۹۴۹-

۱۰ Sidelights on the Growth of Progressive Political Thought in India ؛ انڈین پولیٹیکل سائنس کانفرنس کا صدارتی خطبہ ؛ ۱۹۵۲-

۱۱ - The Bahmanis of the Deccan ؛ مہتمم مطبوعات ، حیدرآباد دکن ؛ ۱۹۵۳-

۱۲ - «سیاسیات کے اصول : راج یا مملکت» ؛ انجمن ترقی اردو ، علی گڑھ ؛ ۱۹۵۴-

۱۳ - «سیاسیات کے اصول : راج سرکار یا حکومت» ؛ انجمن ترقی اردو ، علی گڑھ ؛ ۱۹۵۴-

۱۴ - «سیاسیات کے اصول ؛ بین مملکیت» ؛ انجمن ترقی اردو ، علی گڑھ ؛ ۱۹۵۵-

۱۵ - Muslim Colonies in France, Northern Italy and Switzerland ؛ رینو Reinaud کی کتاب کا فرانسیسی سے انگریزی میں ترجمہ ؛ اورین ٹے لیا ، لاهور ؛ ۱۹۵۶ -

مہتمم مطبوعات، سعود منزل، حمایت نگر حیدرآباد دکن
کی شائع کردہ کتابیں

Prof. H.K. Sherwani : The Bahmanis of the Deccan ;
Price Rs 15

انیسہ ہارون بیگم شروانی : «حیات ز، خ، ش»؛ قیمت تین روپیہ

پروفیسر ہارون خاں شروانی : «اردو رسم خط اور طباعت» قیمت دو روپیہ

9

.